رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۵۷۹

زیر سرپرستی حضرت [illegible] ابو البرکات امیر الملت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین پیر سید حافظ حاجی جماعت علی شاہ صاحب قبلہ دام ظلہم
محدث علیپوری مد ظلہ العالی

یارب برسالت رسول الثقلین　یارب بغزا کنندۂ بدر و حنین
عصیان مرا دو حصہ کن در عرصات　نیمے بحسن بخش و نیمے بحسین

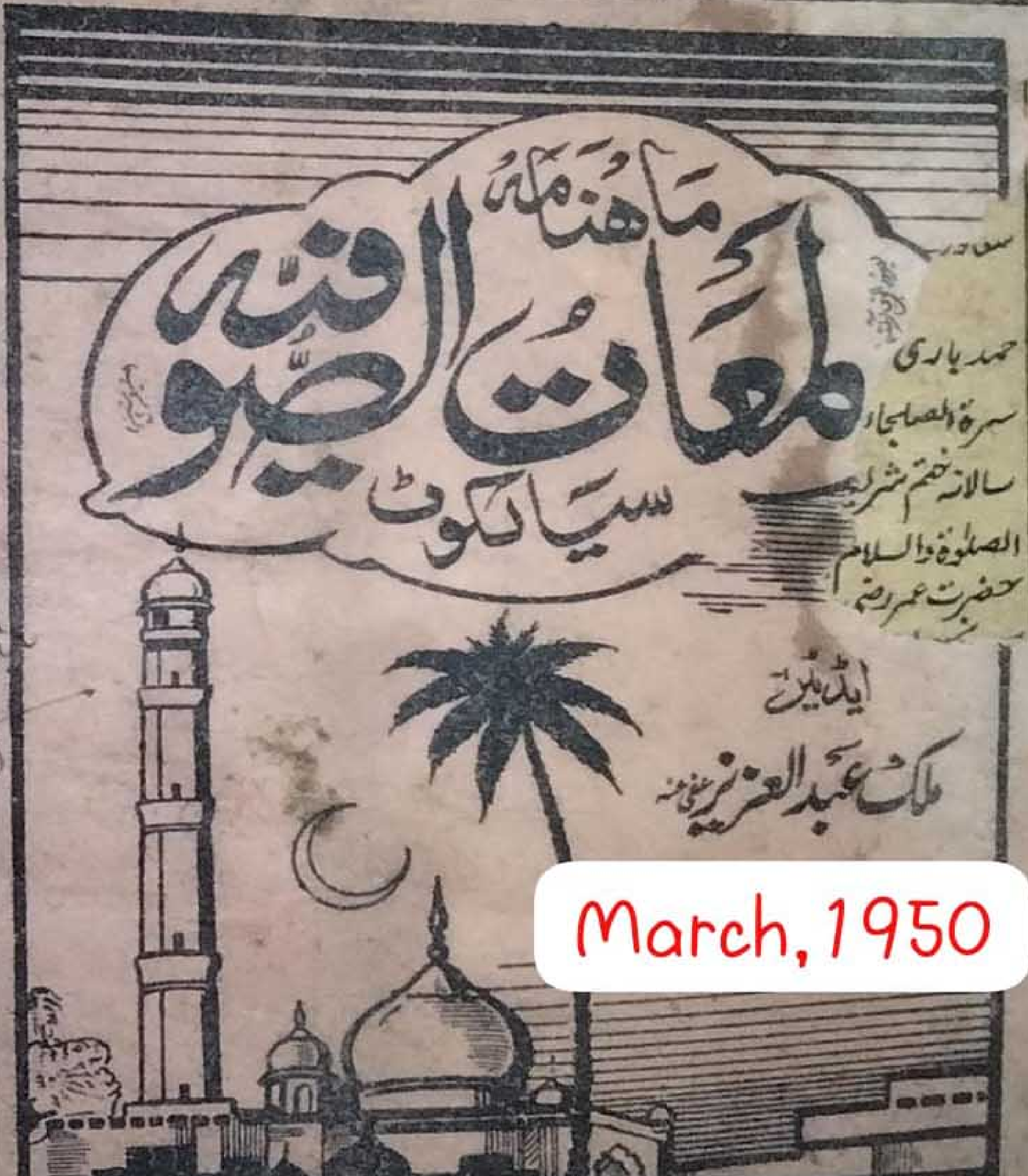

ماہنامہ

لمعات الصوفیہ

سیالکوٹ

ایڈیٹر
ملک عبدالعزیز عفی عنہ

ماہ جمادی الاول
سنہ ۱۳۶۹ھ
مطابق
مارچ سنہ ۱۹۵۰ء
جلد ۱
نمبر ۶

13/3/50

سی ...
حمد باری
سیرۃ المصطفیٰ
سالانہ ختم شریف
الصلوٰۃ والسلام
حضرت عمر رض

March, 1950

سالانہ ۵ روپیہ

www.marfat.com
Flickr: Bakhtiar2k

رحمتہ اللہ علیہ

انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاونڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے، (بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے

محمد محمود معزوی جماعتی
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی رحمتہ اللہ علیہ
خلیفہ مجاز سائیں محمد حنیف لال بادشاہ مری رحمتہ اللہ علیہ

1 1950 February
2 1950 March
3 1959 May June
4 1959 Sept October
5 1961 March
6 1961 September
7 1961 October Nov
8 1962 April
9 1962 January
10 1962 November
11 1962 December
12 1963 March
13 1964 May JUne
14 1964 JUNE
15 1965 March
16 1966 September
17 1966 October
18 1966 November
19 1967 October
20 1968 October Nov
21 1971 Agust
22 1971 December 1972 Jan
23 1971 May
24 1971 July
25 1971 Semptember
26 1972 April
27 1973 January
28 1973 September
29 1973 October
30 1973 November
31 1974 February
32 1974 April
33 1974 May June
34 1974 July
35 1974 May June
36 1975 Agust
37 1975 July
38 1975 May
39 1975 September
40 1976 Nov Dec
41 1976 Sep Oct
42 1977 March April

پروفیسر محمد عاطف
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی رحمتہ اللہ علیہ

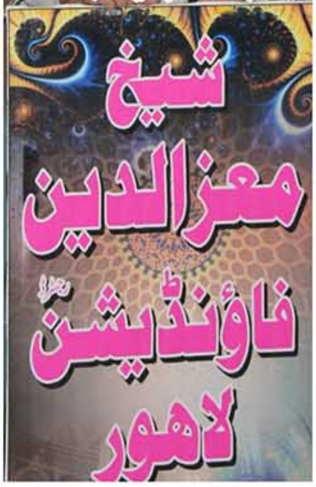

Youtube@SmFoundationpak https://www.facebook.com/smfoundationpak
https://archive.org/search?query=creator%3A"Bakhtiar+Hussain+Jamati”
http://ameeremillat.com.pk www.flickr.com/photos/91889703@N07
http://ameer-e-millat.com www.facebook.com/groups/alipurmureeds./
http://www.ameeremillat.com http://vimeo.com/user13885879/videos
http://www.haqwalisarkar.com www.jamaatali.blogspot.com
http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009/06/
www.marfat.com www.maktabah.org

علی پور شریف کی ویڈیو YouTube پر دیکھنے کیلئے اس لنک پر کلک کریں
YouTube Youtube@SmFoundationpak
علی پور شریف کی کتابیں انٹرنیٹ Scribd پر آن لائن پڑھنے کیلئے اس لنک پر کلک کریں
www.scribd.com/user/23646328/bakhtiar2k/uploads
علی پور شریف کی کتابیں پڑھنے اور ڈاؤن لوڈ کے لیے نیچے والا لنک
https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain

علی پور شریف کی تصاویر انٹرنیٹ flickr پر دیکھنے کیلئے اس لنک پر کلک کریں
www.flickr.com/photos/34727076@N08/
علی پور شریف کی کتابیں موبائل پر حاصل کرنے کیلئے اس واٹس ایپ نمبر پر رابطہ کریں
بختیار حسین جماعتی 0323-5551982

فہرست مضامین

نمبر شمار	نام مضامین	اسمائے گرامی	صفحہ
۱	نعت شریف	حضرت مولانا حافظ ظفر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پسروری	۱
۲	احوال واقعی	اڈیٹر	۲
۳	خیر مقدم	عالیجناب حضرت مولینا الحاج حکیم خادم علی صاحب کوٹلی لوہاراں شرقی	۶
۴	سعادت دارین فی حقوق الوالدین	عالیجناب حضرت صاحبزادہ مولانا مولوی حافظ سید پیر حاجی حیدر حسین شاہ صاحب علی پور شریف	۷
۵	حمد باری تعالیٰ	از عالیجناب حضرت مولانا حاجی ڈاکٹر الہ دتہ صاحب کنجاہی	۱۷
۶	سرۃ المصلجار	عالیجناب فقیہ اعظم مولانا الحاج ابو یوسف محمد شریف صاحب محدث کوٹلوی	۱۸
۷	سالانہ ختم شریف	اڈیٹر	۲۱
۸	الصلوٰۃ والسلام بر برج پاک حضرت خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عالیجناب حضرت مولانا حامد حسن صاحب قادری ایم اے آگرہ	۲۲
۹	سوانح حیات حضور عالم امیر ملت محدث علی پوری	ایڈیٹر	۲۵
۱۰	تصحیح	کلیم حیدر آبادی	۲۶
۱۱	نعت شریف	از عالی جناب حضرت مولانا حاجی ڈاکٹر الہ دتہ صاحب کنجاہی	۲۷
۱۲	سفر محبوب	از عالیجناب خان بہادر حضرت مولانا بخشی حاجی مصطفےٰ علی خاں صاحب بنگلوری حال کراچی۔	۲۸
۱۳	قصیدہ	حضرت مولانا حامد حسن صاحب قادری ایم اے آگرہ۔	۳۴
۱۴	فتویٰ	از عالیجناب حضرت مولانا الحاج مولوی قاری عبد الرشید صاحب مدرس اول دار العلوم نقشبندیہ علی پوری شریف	۳۵
۱۵	سلسلہ مکتوبات حضرت امیر ملت قبلہ عالم محدث علی پوری مدظلہ تعالیٰ	از عالیجناب خان بہادر حاجی بخشی مصطفےٰ علی خان صاحب کراچی	۳۶
۱۶	نقل مراسلہ	" " " " " " " "	۴۰

نعت شریف

از عالی جناب معلّیٰ القاب حضرت مولانا حافظ ظفر علی صاحب پسروری رحمۃ اللہ علیہ

شانِ احمدؐ اور ہے یوسفؑ کا رتبہ اور ہے
حق کا محبوب اور محبوبِ زلیخا اور ہے

لن ترانی تم کہو ہم کو من رانی ہے نصیب
اے کلیم احمدؐ کی امت کا نصیبا اور ہے

ذاتِ باری اس پہ اس پر شانِ نوری جلوہ گر
عرشِ اعظم اور ہے حضرت کا روضہ اور ہے

عشقِ احمدؐ کا مکاں وہ اور یہ بنگاہِ خلیل
کعبۂ دل اور ہے ظاہر کا کعبہ اور ہے

المدد جی سے گذر جاؤں نہ فرقت میں کہیں
آجکل حضرت دلِ شیدا کا نقشہ اور ہے

ناخدائے نوحؑ کی طوفاں میں تھی اک اور بات
آگ کے طوفاں سے امت کا بچانا اور ہے

جو تیری سرکار سے مانگا ظفرؔ نے پا لیا
یا نبیؐ یثرب میں رہنے کی تمنّا اور ہے

bakhtiar2k@gmai.com https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain CamScanner www.mariat.com

احوالِ واقعی

لمعات الصوفیہ کی ضرورت

از ایڈیٹر

جہاں کسی خوش نصیب ہستی کے لئے یہ امر مایۂ صد نازش و افتخار ہے کہ اُسے مذہبِ فخر الفقہا والتابعین امام الفقہاء والمحدثین استاد العلماء والمفسرین سیدنا مولانا حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اتباع کی عزت حاصل ہو، وہاں ایک عقیدت مند و ارادت کوش کے لیے یہ بات بھی سراپا مسرت و انبساط ہے کہ اُسے شرفاً قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین رئیس المحدثین مجدد دوراں قطب زماں قیوم الوقت امیر ملت علامۂ عصر حضرت مولانا و مرشدنا حاجی حافظ سید پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری مدظلہ العالی کے خاکپا ہونے کا شرف نصیب ہو۔ اسلامی دنیا میں حضرت ممدوح کے فیوض و برکات سے کون واقف نہیں۔ یوں تو آپ جسمانی طور پر بھی محض تعمیم فیض کے خیال سے علی السبیل الدوام سفر کی تکالیف میں دریغ نہیں فرماتے۔ تاہم اس طرح آپ کا ورود مسعود عرصہ دراز میں ایک مقام ایک دفعہ سے زیادہ ممکن نہیں ہوتا۔ اس بنا پر کہ میں آپ کا کمترین خادم ہونے کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوں، عرصہ قریباً چھ سال سے یہ خیال رہتا تھا کہ کوئی ایسی صورت نکل سکے۔ جس سے آپ کے آفتاب ارشاد کی روشنی ملک کے طول و عرض میں زیادہ مرتبہ ضَو افگن ہوا کرے۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ آرزو لمعات الصوفیہ کی صورت میں پوری ہونے کی امید واثق ہو گئی۔ اور مجھے خداوند کریم کی ذرہ نوازی اور توجہ حضور قبلہ عالم مدظلہٗ نے یہ توفیق بخشی کہ خالص ترین اسرار تصوف کا ایک ماہوار گلدستہ ارباب ذوق و شوق کی باصرہ افروزی کے لئے مہیّا کروں۔ جس میں حضرت قبلہ عالم امیر ملّت مدظلہ العالی کے ارشادات، ملفوظات اور مکتوبات کی مسلسل اشاعت کا جاری رہے۔

bakhtiar2k@gmai.com https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain CamScanner www.marfat.com

دورِ حاضرہ میں مادیت کی گرم بازاری نے تصوف کے پاک خیال کو تقریباً مفقود بنا رکھا ہے اس کے لاہوتی اسرار و رموز کی تضحیک کی جا رہی ہے۔ اس کے اصول و اشارات لطیفہ پر رکیک ترین حملے ہو رہے ہیں۔ اہلِ دل کے کلمات طیبات کو دفتر بے معنی خیال کیا جاتا ہے۔ اگرچہ فساد عقائد انتہائی حد تک پہنچ چکے ہیں۔ تاہم بفحوائے ماعلینا الا البلاغ۔ اپنا فرض یہ ہے کہ اُس نور کو جو براہ راست مشکوٰۃ نبوت سے ماخوذ و مقتبس ہے۔ دیدۂ بینا کے سامنے بے نقاب کر دیا جائے کہ جب تک کوئی اِس شمع ہدائیت کو سرمہ چشم بصیرت نہ بنائے ہوشمندی کی آنکھ کیونکر روشن ہو سکے

لطف ایں بادہ ندانی بخدا تا نہ چشی

حضور اکرم نبی المکرم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا جم غفیر جسے احناف کے مبارک نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جو دنیا کے ہر ایک حصے میں پایا جاتا ہے۔ ان میں ایک رشتہ اتحاد پیدا کرنا اس رسالے کا اہم ترین مقصد ہے۔ گروہِ احناف ہر طرف سے مخالفین کے نرغے میں گھرا ہوا ہے۔ اس کے جسم کے صدہا ٹکڑے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ غیر مقلد اسی جماعت سے جدا ہوئے ہیں۔ مرزائی بھی اسی سے نکلے ہیں۔ دیگر متعدد فرقے اِس کی جمعیت کی انتشار کی دلیل ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ میری امت کا اجتماع باطل پر نہیں ہوگا۔ جس سے صاف طور پر مبرہن ہے کہ جمعیت کبریٰ ہی شاہراہ حقیقت پر گامزن ہو سکتی ہے۔ جس قدر چھوٹی چھوٹی جماعتیں ڈیڑھ اینٹ کی جداگانہ مسجد تعمیر کرنے کے در پے ہیں۔ حق پر نہیں ہیں۔

مختلف فرقوں کا یہ حال ہے کہ صدہا اخبار اور رسالے شائع ہوتے ہیں۔ ہزارہا کتابیں چھپتی ہیں۔ پوری سرگرمی سے اپنی خرافات کی اشاعت میں مصروف رہتے ہیں۔ اور اپنے مکر و تحریک کے حربے جماعت احناف پر تیز کرتے رہتے ہیں۔ اُس کے بھولے بھالے افراد کو دام تزویر میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ فرقہ ہائے ضالہ مضلہ تو اپنے عقائد باطلہ کے شائع کرنے میں اس قدر مستعدی کا اظہار کریں۔ لیکن حنفی جنکی تعداد کروڑوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ اور ربع مسکون کا کوئی گوشہ اِن سے خالی نہیں۔ اس کے علاوہ ان کے معتقدات عین کتاب و سنت کے مطابق ہیں۔ پھر اُنہیں اپنے مذہبی لٹریچر کے پھیلانے کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ کیا یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنی کثرت نفوس کو ملحوظ رکھتے ہوئے قال اللہ و قال الرسول کے نشر و اشاعت میں منہمک رہیں۔ اولیاء اللہ و بزرگانِ دین کے آثار و سوانح شائع کرتے رہیں۔ صلحا و علمائے امت

کے اقوال طیبہ سے اپنے دور افتادہ برادران ملّت کی ضیافت طبع اور دینی خدمت سرانجام دیتے رہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے اور "یقیناً" ہوگا۔ تو ہم پوچھتے ہیں۔ کہ دور دراز مقامات اور گرد و نواح کے امصار و بلاد تالیف و اشاعت مذہبی کی ضروریات کی فکر کما حقہ ہوگئی ہے۔ یہ بات بلاخوف و تردید کہی جاسکتی ہے۔ کہ یکے از ہزار اور اندکے از بسیار بھی نہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ رسالہ لمعات الصوفیہ کے اجراء کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور ایک رسالہ لمعات الصوفیہ کیا جماعت احناف کی وسعت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے صدہا اس قسم کے رسائل و اخبارات کی ہنوز ضرورت باقی ہے۔

لمعات الصوفیہ نے حضرات احناف کی دینی خدمت کا محض خدا تعالےٰ کے فضل و کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے یہ بار اپنے کمزور و ناتواں کندھوں پر اٹھایا ہے۔ برادران اہلسنت والجماعت کے لئے عموماً اور یارانِ طریقت کے لئے خصوصاً شریعت و طریقت کے متعلق مفید ترین خدمات خوش اسلوبی سے انجام دے گا۔ اور اس خادم ملت کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ اعلیحضرت امیر ملّت محدّث علی پوری مدظلہ العالی کی سرپرستی کا فخر حاصل ہے۔ یہ ہند و پاکستان کے گروہ اہلسنت والجماعت کا حقیقی ترجمان کتاب و سنّت و فقہ حنفیہ اور تصوف کے حقائق و معارف کا بہترین مخزن اور فرقہائے جدیدہ کے عقائد مفاسد اکاذیب و اباطیل کی تردید کرنے والا نیز مسلمانوں میں تبلیغ اسلام کی روح پھونکنے کا واحد کفیل ہوگا۔ ان تمام مقاصد عالیہ کی تکمیل اُسی صورت میں ہوگی۔ جبکہ ملک کے کروڑہا احناف میں سے کم از کم ہزارہا اس کی معاونت کے لئے دست کرم دراز کریں گے اور ملک کے چیدہ ارباب قلم اِس کی قلمی خدمت کو اپنا دینی فرض سمجھیں گے ؎

ما بدیں مقصد عالی نتوانیم رسید   ہاں مگر لطف شما پیش نہد گامے چند

بر تشریف آوری اعلیٰحضرت مدظلہ العالی از سفر حج

عالیجناب جناب حضرت مولینا الحاج حکیم خادم علی کوٹلی لوہاراں مشرقی ضلع سیالکوٹ حال خادم علی روڈ سیالکوٹ

بحمد للہ کہ وہ تشریف لے آئے بخیریت ۔۔ زمانے بھر میں ہے مشہور جنکی پاک شخصیت
مدینے کیلئے ہے آنکے دِل میں کچھ تڑپ ایسی ۔۔ کہ آسکتی نہیں ہرگز بیاں میں جسکی کیفیت

خدا کے واسطے ہر کام ہو جن پاک لوگوں کا ۔۔ وہ خود کرتا ہے پوری اُن جوانمردوں کی ہر نیت
اجازت آپ کو زیبا ہے بے شک دینِ برحق کی ۔۔ یقیناً تم سے وابستہ ہے عزِ شانِ حنفیت

عجائب چیز ہے فیضِ تصرفہائے روحانی ۔۔ عیاں ہے اہل دل پر اِن مسائل کی سب اصلیت
اگر فیضِ الٰہی سے نہ ہو امدادِ روحانی ۔۔ تو قاصر ہیں عناصر اور بے معنی ہے مادیت

نگاہوں سے بُروں کو ایکدم میں نیک کر دینا ۔۔ کیا کم ہے جہاں میں یہ ثبوتِ قلبِ ماہیت
پہن لی جس قلندر نے ردا اَلفَقرُ فَخرِی کی ۔۔ قدم چومیگی اُس کے ایکدن شانِ ملوکیت

بیاں کیا ہو سکے کچھ اولیاء اللہ کی طاقت کا ۔۔ کہ وہ سکتے ہیں پہنا ڈاکوؤں کو تاجِ قطبیت

نبھانا اس طرح یوں بے تکلف ان قوافی کا

خدا کا فضل ہے خادم نہیں تیری کمالیت

سعادت دارین فی حقوق الوالدین

—: گذشتہ سے پیوستہ :—

از قلم عالیجناب معلے القاب حضرت صاحبزادہ بلند اقبال مولانا الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب
مدظلہ العالے علی پور شریف ضلع سیالکوٹ

ناظرین میرا مضمون سعادت دارین فی حقوق الوالدین جو گذشتہ اشاعت میں چھپ چکا ہے اس میں صرف قرآن مجید و احادیث شریفہ سے ہی تمام مضمون کو پورا کیا گیا تھا اور وعدہ کیا گیا تھا کہ سلف صالحین کے اقوال و حکایات سے بھی ذکر ہوگا۔ مگر چونکہ احادیث پاک و قرآن شریف سے ہی مضمون زیادہ لمبا ہو گیا تھا بایں وجہ حکایات کو دوسری قسط کے لئے ملتوی رکھا گیا۔ اور ایفائے وعدہ کے لئے حکایات درج کی گئی ہیں۔ ان میں ان فرمانبردار بیٹوں کا ذکر ہے جنہوں نے والدین کی خدمت کر کے قسم قسم کی نعمتیں حاصل کیں اور دوسری قسط میں انشاء اللہ تعالے اُن عاق اور نافرمان بیٹوں کا ذکر ہوگا۔ جنہوں نے والدین کو ناراض کر کے اپنے دین و دنیا خراب کر لئے اور ان پر ہر قسم کی مصیبتوں کی بوچھاڑ پڑی۔ لو اب حکایات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

حکایت ۱ خدا کی وصیّت حضرت موسٰے علیہ السلام کو والدہ صاحبہ کے لئے آٹھ دفعہ آئی باپ کے لئے نانویں دفعہ۔

موسٰے علیہ السلام نے ذکر کیا یَا رَبِّ اَوْصِنِیْ۔ اے اللہ مجھ کو وصیّت کر۔ قَالَ اُوْصِیْکَ بِاُمِّکَ میں تجھ کو حکم کرتا ہوں کہ اپنی ماں کے ساتھ نیکی کر۔ پھر عرض کیا۔ یَا رَبِّ اَوْصِنِیْ۔ اے اللہ مجھکو وصیت کر۔ فرمایا اُوْصِیْکَ بِاُمِّکَ۔ میں تجھ کو اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیّت کرتا ہوں۔ یہاں تک کہ نانویں مرتبہ فرمایا۔

میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کر۔ اے موسٰے جو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرتا ہے میں دنیا میں اس کے لئے ولی ہوتا ہوں اور قبر میں مونس اور حشر میں رحیم اور پلصراط پر ہادی اور جنت میں اس کا ہمکلام۔ وہ مجھ سے بلا واسطہ باتیں کریگا۔

اور میں اُس سے۔ نیشاپوری کہتے ہیں۔ کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے رویت طلب کی تو اُن کو پہاڑی کی طرف دیکھنے کا حکم ہوا۔ یعنی اُنظُر اِلَی الجَبَلِ فرمایا گیا۔ اِس کی وجہ یہ تھی کہ ایک مرتبہ اُن کی والدہ صاحبہ نے اُن سے فرمایا تھا کہ جب میرا جی تیرے دیکھنے کو چاہے تو تجھ کو کہاں تلاش کروں۔ انہوں نے جواب دیا تھا پہاڑ پر۔ اور نیشاپوری کے علاوہ۔ اور لوگوں نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ کہ جب موسیٰ علیہ السلام کی والدہ صاحبہ کا انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو وحی کی۔

اے موسیٰ جس آنکھ سے ہم تجھ کو دیکھتے تھے وہ بند ہوگئی۔ اور میں نے ابن السبکی کی طبقات میں سلیم ابن ایوب سے جو شافعی کے اصحاب میں سے ہیں۔ ایک روائیت دیکھی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں دس برس کا تھا۔ اور مجھ سے سورۂ فاتحہ تک نہ پڑھی جاتی تھی۔ تو بعض مشائخ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنی والدہ صاحبہ سے التجا کرو۔ کہ تیرے حق میں قرآن اور علم کے لئے دعا کریں۔ میری والدہ صاحبہ نے میرے حق میں دعا کی۔ ابن السبکی فرماتے ہیں کہ وہ پھر ایسے امام ہو گئے۔ کہ کوئی عالم ان سے "لگا" نہ کھاتا تھا۔ وہ ایسے سوار تھے کہ کوئی ان کی گرد تک نہ پاتا تھا۔ اور نشانِ قدم تک نہ پہنچتا تھا۔ پھر ایک دن اُن کی اُس شیخ صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے کہا تھا کہ اپنی والدہ صاحبہ سے دعا کی التجا کرو۔ شیخ نے پوچھا کہ تو نے علم کب حاصل کیا۔ سلیم نے کہا۔ کہ میرے جی میں آئی۔ کہ کہوں۔ کہ اگر آپ کی والدہ صاحبہ حیات ہوں تو اُن سے التجا کریں۔ کہ آپ کے لئے دعا کریں۔ مگر مجھے شرم آئی۔ مولف رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ کہ طبقات میں ان کی تاریخ وفات نہیں لکھی۔ بلکہ میں نے اپنے والد صاحب کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔ کہ سلیم نے چالیس برس کی عمر بعد فقہ حاصل کی۔ اور سنہ ۴۴۷ھ کو جدہ میں فوت ہوئے۔

حکائیت ۲

کتاب خیر الموانس میں مندرج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو وحی کی کہ دریا کی طرف جاؤ۔ عجیب چیز دیکھو گے۔ وہ دریا پر تشریف لے گئے تو دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی شے وہاں موجود نہیں ہے۔ آپ نے اپنے وزیر آصف بن برخیا سے ارشاد فرمایا۔ کہ دریا میں غوطہ لگاؤ۔ اندر کوئی شے ہوگی۔ انہوں نے غوطہ لگایا اور ایک قبہ کافور سے بنا ہوا نکال لائے۔ اُس کے چار دروازے تھے۔ ایک موتی کا۔ دوسرا یاقوت کا۔ تیسرا جوہر کا۔ چوتھا زبرجد سبز کا۔ چاروں دروازے کھلے پڑے تھے۔ اور ایک قطرہ پانی تک اُس کے اندر نہ گیا تھا۔

اُس میں ایک حسین جوان نماز پڑھ رہا تھا۔ سلیمان علیہ السلام اُس کے پاس آئے اور اُس کا حال پوچھا۔ اُس نے کہا کہ میرے باپ کے ہاتھ پاؤں رہ گئے تھے۔ اور میری والدہ صاحبہ اندھی ہو گئی تھی۔ میں نے ستر برس ان کی خدمت کی۔ جب میری والدہ صاحبہ قریب المرگ ہوئیں تو انہوں نے میرے لئے دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ اَطِلْ عُمْرَہٗ۔ اے اللہ اِس کی عمر دراز کر۔ اور جب میرے والد بزرگوار مرنے لگے تو مجھے دُعا دی۔

اے اللہ میرے بیٹے سے ایسے مکان میں خدمت لے۔ جس میں شیطان کا دخل نہ ہو۔ سو میں ایک روز دریا کی طرف آیا۔ تو لبِ دریا یہ قبہ دیکھا۔ میں اِس میں داخل ہو گیا۔ سلیمان علیہ السّلام نے پوچھا۔ کہ تو کس زمانہ میں تھا۔ اور یہ قصہ کب ہوا۔ اُس نے کہا۔ ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ میں سلیمان علیہ السلام نے جو تاریخ دیکھی تو اس زمانہ سے اب تک ۹ سو برس گزر چکے تھے۔ اور ابھی اُس جوان کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا تھا۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ کھانے پینے کا ذریعہ کیا ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ جب مجھے بھوک لگتی ہے تو اللہ تعالےٰ میوہ دار ایک درخت پیدا کر دیتا ہے۔ اور جب پیاس لگتی ہے تو اِس میں سے پانی اُبلنے لگتا ہے۔ جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہوتا ہے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ دن رات کی شناخت تجھے کس طرح ہوتی ہے۔ جواب دیا کہ فجر ہوتے ہی قبہ روشن ہو جاتا ہے۔ میں جان لیتا ہوں کہ دن نکل آیا۔ اور شام کے وقت اُس میں اندھیرا چھا جاتا ہے۔ میں خیال کر لیتا ہوں۔ کہ رات آگئی۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ اب کیا بات اختیار کرتے ہو۔ ہمارے ساتھ چلتے ہو یا اِس قبہ میں رہنا پسند کرتے ہو۔ اُس نے قبہ اور دریا ہی کو پسند کیا۔ پھر اُس نے خدا سے دعا کی۔ اور وہ قبہ اُسی طرح دریا میں چلا گیا۔

حکایت ۳

در کتاب خیر الموانس۔ جب موسےٰ علیہ السلام بقصد شام ازلکیہ سے نکلے اور راستے میں تھک گئے۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کو وحی کی کہ اِس پہاڑ پر جاؤ۔ وہاں میرا ایک بندہ رہتا ہے۔ اُس سے سوال کرو۔ وہ تم کو سواری دے گا۔ موسےٰ علیہ السلام پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ اور دیکھا تو وہ شخص نماز پڑھ رہا ہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو انہوں نے فرمایا۔ اے اللہ کے بندے میں تجھ سے سواری کی قسم سے کچھ چاہتا ہوں۔ اُس نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی۔ ایک بدلی سے کہا۔ اے بدلی نیچے اُتر۔ جہاں یہ چاہے اس کو وہاں پہنچا دے۔ وہ بدلی اُتری۔

یہاں تک کہ زمین سے مل گئی۔ اور موسیٰ علیہ السلام اس پر سوار ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اے موسیٰ کیا تو جانتا ہے کہ میں نے یہ مرتبہ اس کو کس شئے کے عوض دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے خدا مجھے خبر نہیں۔ حکم ہوا کہ یہ شخص اپنی والدہ صاحبہ کی بہت خدمت کیا کرتا تھا۔ اس کی والدہ صاحبہ نے مرتے وقت اس سے کچھ فرمایا۔ اس نے اس کی تعمیل کرنے میں بہت جلدی کی۔ تو اس کی والدہ صاحبہ نے اس کے حق میں دعا کی۔ کہ یا الٰہی جیسے اس نے میری حاجت پوری کرنے میں جلدی کی ہے۔ ویسے ہی تو بھی اس کی عرض کو جلدی قبول کیا کر۔ وہ دعا اس کی والدہ صاحبہ کی ہم نے قبول فرمائی۔ اس وقت اگر مجھ سے یہ چاہتا۔ کہ آسمان کو زمین (اور زمین کو آسمان بنا دوں) تو میں ضرور بنا دیتا کیونکہ میں نے اس کی والدہ صاحبہ کی دعا کو قبول کیا ہوا ہے۔

حکایت ۴

ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ کشتی پر سوار تھا۔ کسی کی کوئی شئے کھو گئی۔ اور ایک دوسرے سے دریافت کرنے لگا۔ جیسے اور لوگ دریافت کر رہے تھے۔ میں نے بھی ایک حبشی غلام سے پوچھا۔ تو اس نے دریا کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ کہ اے دریا کی مچھلیو! میں تم کو قسم دے کر کہتا ہوں کہ ہر مچھلی منہ میں جوہر لئے نکل آؤ۔ اس کا کلام ابھی ختم نہ ہوا تھا۔ کہ تمام مچھلیاں نکل آئیں۔ اور ہر ایک مچھلی کے منہ میں ایک ایک جوہر تھا۔ مچھلیوں کا نمودار ہونا تھا۔ کہ اس نے ایک جست کی اور پانی پر چلنے لگا۔ اور کہتا تھا کہ یہی والدین کی خدمت کرنے کا اجر ہے۔ حتٰے کہ مجھ سے غائب ہو گیا۔

حکایت ۵

ابن الجوزی اپنی کتاب المنتظم فی تواریخ الامم میں ذکر کرتے ہیں۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی سے استدعا کی کہ الٰہی جنت میں جو شخص میرا رفیق ہوگا۔ اس کی صورت مجھے دکھا دے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ فلاں شہر میں جا۔ وہاں ایک قصاب ہے تیرا رفیق جنت میں وہ ہوگا۔ موسیٰ علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے۔ اور دیکھا۔ کہ وہ اپنی دکان پر بیٹھا ہے۔ اور ایک زنبیل اس کے پاس رکھی ہے۔ جونہی اس جوان قصاب کی نظر موسیٰ علیہ السلام پر پڑی۔

اے جمیل وجیہم آدمی کیا تو میری دعوت قبول کر سکتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ ہاں کر سکتا ہوں۔ اور آپ اس کے ساتھ اس کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس نے دسترخوان بچھایا۔ جب کھانا شروع کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا۔ کہ وہ شخص ایک لقمہ آپ کھاتا ہے تو دو لقمے زنبیل میں رکھ

لیتا ہے۔ خیر اسی حیص بیص میں تھے کہ کسی نے کنڈی کھٹکھٹائی۔ وہ جوان لپک کر دروازہ پر گیا اور زنبیل وہی چھوٹ گئی۔ تو موسےٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ زنبیل میں ایک بوڑھا ایک بوڑھیا نہایت ضعیف دو آدمی بیٹھے ہیں۔ جب اُن دونوں نے موسےٰ علیہ السلام کی طرف دیکھا تو تبسم ہوئے اور موسےٰ علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دی۔ اور اُسی وقت مر گئے۔ جب وہ جوان آیا اور اُس نے زنبیل کی طرف دیکھا تو موسےٰ علیہ السلام کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا۔ اَنْتَ موسےٰ رسول اللہ۔ آپ موسےٰ خدا کے رسول ہیں۔ موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا تجھے کیونکر معلوم ہوا۔ کہ میں موسےٰؑ ہوں۔ اُس نے جواب دیا کہ یہ دونوں آدمی جو زنبیل میں تھے۔ میرے ماں باپ تھے۔ جب یہ نہائیت ضعیف ہو گئے تو میں بوجہ خوف تکلیف ہر وقت ان کو زنبیل میں اپنے ساتھ اٹھائے پھرتا تھا۔ اور جب تک یہ دونوں کھا پی نہ لیتے۔ میں نہ کھاتا نہ پیتا۔ اور یہ دونوں ہمیشہ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے تھے۔ کہ الٰہی جب تک ہم موسےٰ علیہ السلام کو نہ دیکھ لیں۔ ہماری روح قبض نہ ہو۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ دونوں مر گئے تو مجھے یقین ہو گیا۔ کہ موسےٰ رسول اللہ ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تجھ کو بشارت ہو کہ تو جنت میں میرا رفیق ہے۔ اور ابن الجوزی کے کلام میں ہے۔ کہ موسےٰؑ نے اِس سے کہا۔ میں نے تیری ماں کو دیکھا کہ تجھ ہونٹوں کو جنبش دیتی تھی۔ اُس نے کہا۔ کہ جب وہ شکم سیر ہوتی تھی تو دعا کرتی تھی کہ الٰہی اِس کو جنت میں موسےٰ علیہ السلام کا رفیق بنا۔ موسےٰ علیہ السلام نے فرمایا تجھ کو اس کی بشارت ہو۔

حکایت ۵

بنی اسرائیل میں ایک صالح شخص تھا۔ اُس کا ایک بیٹا تھا۔ جب اُس کی وفات ہوئی تو اُس نے اپنے بیٹے کو وصیت کی۔ کہ خدا کی قسم کبھی نہ کھانا نہ جھوٹی نہ سچی۔ جب وہ مر گیا۔ اور لوگوں نے یہ سنا تو بنی اسرائیل اُس کے بیٹے کے پاس آئے۔ اور یہ عالم ہو گیا کہ ایک ایک شخص آتا تھا اور کہتا تھا۔ کہ تیرے باپ کے ذمہ میرا اتنا قرض چاہئے۔ اور وہ اُس کو اتنا ہی دے دیتا۔ حتےٰ کہ یہ بیچارہ مفلس ہو گیا۔ جب کوڑی ہاتھ میں نہ رہی تو اپنی بیوی اور دونوں بیٹوں کو لیکر وہاں سے نکل کھڑا ہوا۔ اور دریا پر جا کر کشتی میں سوار ہو گیا۔ خدا کا حکم کشتی ٹوٹ گئی اور یہ چاروں ستم رسیدہ علیحدہ علیحدہ ایک ایک تختہ پر بہنے لگے اور بادِ مخالف نے ہر شخص کو ایک دوسری سمت میں جا پھینکا۔ یہ شخص جس نے مدعیوں کے ظلم سے دیس چھوڑا تھا ایک جزیرہ میں پہنچا۔ جہاں کوئی آدم زاد نظر نہ آتا تھا۔ حیران تھا۔ کیا کرے۔ اتنے میں ایک آواز آئی کہ اے ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے والے مشیت الٰہی اس بات کی مقتضی ہے۔ کہ تجھ کو ایک خزانہ ملے۔ تو جا اور فلاں جگہ سے نکال لے۔ یہ وہاں پہنچا۔

bakhtiar2k@gmai.com https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain CamScanner www.mariat.com

تو واقعی خزانہ ملا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے چند آدمی کہیں سے اِس کے پاس بھیجے۔ اُن سے اِس نے نہایت اچھا سلوک کیا۔ اور اِس سلوک کی خبر گرد و نواح میں اڑی۔ اور مہمان نوازی اور غربا پروری کی دُور دُور شہرت ہو گئی۔ اور اطراف و جوانب سے لوگ آنے شروع ہو گئے۔ اور جو آتے گئے وہیں بستے گئے۔ یہانتک کہ وہ جزیرہ بڑا شہر ہو گیا۔ اور یہ شخص اُس کا رئیس یا بادشاہ جو بھی کہیں بن گیا۔ خدا کی شان جیسے اور آدمی خبریں سن سن کر اس کے پاس آتے تھے۔ اس کے بڑے بیٹے کو بھی خبر لگی۔ کہ ایک شخص اِن اوصاف کا فلاں جزیرہ میں ہے۔ اور اُس کی وجہ سے وہ جزیرہ آباد ہو گیا۔ یہ سنتے ہی وہ بھی ادھر کو روانہ ہو گیا۔ قطع منازل کے بعد اِس جزیرہ میں آیا اور رئیس سے ملاقات کی۔ رئیس نے نہایت اعزاز کیا۔ اور اپنے خاص لوگوں میں داخل کیا۔ مگر نسبت ابوت و بنوت ایک دوسرے پر ظاہر نہ ہوئی۔ اِسی طرح اِس کے دوسرے بیٹے کو بھی خبر لگی اور وہ بھی حاضر خدمت ہو کر اپنے بڑے بھائی کی طرح شرفِ خدمت سے بہرہ یاب ہو کر ابھی تک ایک کا حال دوسرے سے بالکل مخفی اور مستتر تھا۔ اب رئیس کی بیوی کا حال سنئے۔ کہ وہ کسی جزیرہ میں پہنچی۔ اور ایک شخص نے اس کو اپنے گھر میں ڈال لیا۔ جب اس شخص کو اس کریم النفس کی خبر پہنچی۔ اپنی عورت کو ساتھ لے یہ بھی ادھر ہی کو چل کھڑا ہوا۔ جب جزیرہ کے قریب پہنچا۔ عورت کو کشتی پر چھوڑ کچھ ہدیہ لے رئیس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رئیس نے خاطر و مدارات کے بعد فرمایا۔ کہ آج شب یہیں بسر کرو۔ اِس نے کہا۔ میں کشتی پر عورت کو چھوڑ آیا ہوں۔ اور اُس کے کل امور کا کفیل مَیں ہی ہوں۔

رئیس نے حکم دیا کہ اُس کی حفاظت کے لئے مَیں دو آدمی بھیج دیتا ہوں۔ اور انہیں دونوں بھائیوں کو حکم دیا کہ جائیں اور رات بھر کشتی کی حفاظت کریں۔ خیر دونوں کشتی پر پہنچے تو آپس میں صلاح کرنے لگے۔ کہ ہم کو اس عورت کی حفاظت کے لئے بھیجا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ نیند آ جائے اور آپس میں کچھ باتیں کریں۔ اور آج تک زمانہ کے حالات میں جو جو جس کو معلوم ہوا ہے بیان کریں۔ تا کہ رات بسر ہو۔ اور نیند نہ آئے۔ تو ایک نے پہلے اپنا قصہ شروع کیا۔ اور اِس حسرت خیز مصیبت انگیز داستان کا پرداز اٹھایا۔ کہ ہم دو بھائی تھے۔ دوسرے بھائی کا نام یہی تھا جو تمہارا ہے۔ ہمارا باپ ہم کو معہ ہماری والدہ صاحبہ کے لے کر دریا میں سوار ہوا۔ خدا کی قدرت کشتی ٹوٹ گئی اور ہماری جماعت پریشان ہو گئی۔ خدا جانے کون کون کہاں کہاں پہنچا۔ جب دوسرے نے یہ قصہ سنا تو پوچھا کہ تمہارے باپ کا کیا نام ہے۔ اس نے کہا۔ فلاں نام ہے۔ پوچھا تمہاری ماں کا کیا نام۔ کہا یہ۔ سنا تو اس کو تاب نہ رہی اور دوڑ کر لپٹ گیا اور کہا۔ ربّ کعبہ کی قسم تو میرا بھائی اور وہ عورت جو فی الحقیقت ان

CamScanner
www.marfat.com
Flickr: Bakhtiar2k

کی ماں تھی۔ بیٹھی دونوں کی باتیں سنتی تھی۔ جب صبح ہوئی اور وہ شخص کشتی پر آیا تو دیکھا کہ عورت نہائیت غمگین اور اداس بیٹھی ہے۔ یہ دیکھکر اس کا ماتھا ٹھنکا اور بے اختیار غصہ آیا حتےٰ کہ الٹے پاؤں بادشاہ کی خدمت میں گیا۔ اور یہ واقعہ بیان کیا۔ بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ تینوں شخص حاضر کیئے جائیں جب یہ آگئے تو بادشاہ نے عورت سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ انہوں نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ عورت بولی اے بادشاہ ان کے حکم دے کہ یہ اپنا رات کا قصہ دہرائیں۔ بادشاہ نے حکم دیا۔ جب انہوں نے اپنا قصہ بیان کیا تو بادشاہ نے تخت پر سے ایک جست کی اور دونوں کو بغل میں لیکر فرمایا۔

اللہ کی قسم تم میرے بیٹے ہو۔ ادھر عورت بے چین ہوگئی۔ اور ایک مضطربانہ لہجہ میں بول اٹھی۔ قسم خدا کی میں ان کی ماں ہوں۔ اور اللہ تعالےٰ جب چاہے جمع کرنے پر قادر ہے۔ کیا پاک ذات ہے جس نے جدا کرنے کے بعد ان کو جمع کردیا۔

حکائیت ۶

ایک شخص کے تین بیٹے تھے۔ جب وہ بیمار ہوا تو بڑے بیٹے نے اپنے چھوٹے دونوں بھائیوں سے کہا۔ کہ باپ کی خدمت میرے سپرد کرو۔ اور تمام میراث تم آپس میں تقسیم کرلو۔ بھائی اس تقسیم پر راضی ہوگئے۔ اور یہ باپ کی خدمت کرنے لگے۔ جب وہ مرگیا تو اس نے خواب میں دیکھا۔ کہ کوئی شخص اس سے کہتا ہے۔ کہ فلاں موقعہ پر جا اور وہاں سے ایک دینار لے لے۔ اس نے پوچھا۔ اس میں کچھ برکت ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ تو یہ موقعہ پر نہ پہنچا اور دینار نہ لیا۔ دوسری شب پھر خواب میں دیکھا۔ کہ وہ شخص کہتا ہے کہ فلاں جگہ سے دس دینار لے لے۔ اس نے پوچھا اس میں برکت ہے یا نہیں۔ اس نے کہا نہیں۔ یہ سن کر پھر اس نے التفات نہ لیا۔ اور دس دینار نہ لئے۔ تیسری شب پھر اس نے خواب میں دیکھا۔ کہ وہی شخص کہتا ہے کہ جا فلاں جگہ سے ایک دینار لے لے۔ اس میں برکت ہے۔ جب صبح ہوئی یہ اس موقع پر گیا اور دینار لے لیا۔ اور اس سے ایک مچھلی خریدی۔ جب اس کو بنایا تو اس کے پیٹ میں سے دو جوہر نکلے۔ اس نے ان دونوں کو بادشاہ کے ہاتھ ساٹھ ہزار روپیہ کو فروخت کردیا۔ اس کے بعد اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ تو نے جو باپ کی خدمت کی تھی کہ اس کا بدلہ ہے۔

حکائیت ۷

بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ میری والدہ صاحبہ نے مجھ سے

پانی مانگا۔ جب میں لیکر آیا تو اُن کو سوتا پایا۔ میں نے اُن کو جگانا مناسب نہ خیال کیا، اور اُن کے بیدار ہونیکا منتظر کھڑا رہا۔ جب ان کی آنکھ کھلی تو پھر مجھ سے کہا پانی۔ میں نے کوزہ حوالے کیا۔ جونہی انہوں نے میرے ہاتھ سے کوزہ لیا۔ تو میری انگلیوں کی کھال اتر گئی۔ اگر اس کی وجہ یہ ہوئی کہ رات کی خنکی زیادہ تھی۔ پانی جو میری انگلیوں پر گرا۔ جم گیا۔ والدہ صاحبہ نے جو دیکھا کہ کوزہ کے ساتھ میری انگلیوں کی کھال اتر چلی۔ تو حیران ہو کر ایک بیتابانہ لحظہ میں پوچھا۔ بایزید یہ کیا ہے۔ میں نے سارا قصہ اپنے کھڑا رہنے اور انگلیوں پر پانی گر کر جم جانے کا حال بیان کیا۔ تو انہوں نے مجھ کو دعا دی۔ کہ الٰہی میں اس سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا۔ نیز کہتے ہیں۔ کہ جب میں پیٹ میں تھا تو میری والدہ صاحبہ نے مشکوک کھانے کو کبھی ہاتھ تک نہ لگایا۔ اور میں نے عیون المجالس میں لکھا دیکھا ہے۔ بایزید فرماتے ہیں۔ میں بیس برس کا تھا۔ کہ ایک شب والدہ صاحبہ نے مجھ کو سونے کے لئے بلایا اور میرا دل شب بیداری میں لگا ہوا تھا۔ میں نے والدہ کا فرمان قبول کیا اور ان کے پاس آن لیٹا۔ اور اپنا ایک ہاتھ اُن کے نیچے اور دوسرا ہاتھ ان کی پشت پر رکھا۔ اور قل ھو اللہ پڑھنے لگا۔ جب میرا ہاتھ سُن ہو گیا تو میں نے یہ سوچ کر کہ ہاتھ تو میرا ہے اور والدہ کا حق اللہ کے لئے ہے۔ اِس پر صبر کیا۔ حتے کہ صبح صادق ہو گئی۔ اس اثنا میں گیارہ ہزار مرتبہ قل ھو اللہ پڑھی۔ اور اس کے بعد میرا ہاتھ بیکار ہو گیا۔ جب بایزید کا انتقال ہو گیا۔ ان کے بعض احباب نے ان کو خواب میں دیکھا کہ جنت کے باغوں میں اُڑتے پھرتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کی تسبیح زبان پر جاری ہے۔ اُس نے پوچھا آپ کو یہ مرتبہ کیونکر حاصل ہوا۔ کہا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے اور سختیوں پر صبر کرنے سے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ماں باپ کی اطاعت اور اللہ تعالےٰ کی اطاعت کرنے والے کا ٹھکانا اعلیٰ علیین ہے۔

حکایت ۸۷

خلیفہ ہارون رشید نے ایک مرتبہ ایک شخص اور اس کے بیٹے کو قید کیا۔ وہ شخص ہمیشہ گرم پانی سے وضو کرنے کا عادی تھا۔ قید خانہ والوں نے قید خانہ سے آگ لانے کو منع کیا۔ اُس کے بیٹے نے پانی لے کر رات کو قندیل پر گرم کر لیا۔ صبح کو جب باپ اُٹھا تو اُس نے گرم پانی پایا۔ تو بیٹے سے پوچھا کہ گرم پانی کہاں سے آیا۔ اُس نے جواب دیا۔ شب کو میں نے قندیل پر گرم کر لیا تھا۔ قید خانہ میں یہ خبر اڑی تو قید خانہ والوں نے قندیل اٹھا لیا۔ اگلے روز جب لڑکے نے دیکھا کہ آگ موجود نہیں۔ اُس نے پانی کا

برتن لے کر اپنے قلب پر رکھ لیا۔ صبح تک اس طرح رکھے رہا۔ یہاں تک کہ اس کے قلب کی حرارت سے پانی میں گرمی ہو گئی۔ دوسرے روز جو باپ نے پانی گرم پایا۔ پوچھا آج پانی کس طرح گرم ہوا۔ بیٹے نے تمام حقیقت کہہ سنائی۔ تو اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اور یہ دعا دی کہ اے خدا تو اِس کو دوزخ کی آگ کا ذائقہ نہ چکھا۔

حکائیت ۹

علامہ عبدالرحمٰن صفوری اپنی کتاب میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے اپنے استاد ابو اسحاق سے کہا۔ کہ حضور رات کو میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ کہ حضور کی سب داڑھی مبارک جواہرات و یاقوت سے مرصع کی گئی ہے۔ اور چمک رہی ہے۔ ابو اسحاق نے کہا۔ تم ٹھیک کہتے ہو۔ کل میں نے اپنی داڑھی سے اپنی والدہ صاحبہ کے قدم جھاڑے تھے۔

حکائیت ۱۰

بنی اسرائیل میں ایک شخص نہائیت صالح اور دیندار تھا۔ اس کا ایک صغیر سن بیٹا تھا۔ اُس نے ایک بچھڑا پال رکھا تھا۔ جب وہ شخص مرنے لگا۔ تو اُس نے کہا۔ الٰہی! میں یہ بچھڑا اس لڑکے کی امانت تیرے سپرد کرتا ہوں۔ جب وہ لڑکا بڑا ہوا۔ تو اُس نے عبادت میں کوشش کی۔ تہائی رات نماز میں گذارتا۔ تہائی رات سوتا۔ اور تہائی رات خدا کی جناب میں آہ وزاری کرتا۔ اور دن کو جو درہم کماتا۔ اس کے تین حصے کر کے ایک حصہ خیرات کرتا ایک حصہ کھاتا اور ایک حصہ اپنی والدہ صاحبہ کو دیتا۔ ایک دن اس کی والدہ صاحبہ نے کہا کہ تیرا والد فلاں مکان میں تیرے لئے ایک بچھڑا چھوڑ گیا ہے۔ تو جا کر دیکھ۔ جب وہ اُس کو اُس کے سامنے لایا تو اس کی والدہ نے کہا کہ اُس کو بازار لے جا اور تین دینار کو فروخت کر دے۔ مگر میری بغیر اجازت فروخت نہ کرنا۔ جب وہ بیچنے کے لئے نکلا۔ تو بادشاہ نے اس سے کہا۔ کہ اپنی ماں کی بغیر اجازت چھ دینار کو میرے ہاتھ فروخت کر دے۔ اُس نے کہا اجازت لینی ضرور ہے۔ پھر گھر میں والدہ سے آکر تمام حال بیان کیا۔ والدہ نے کہا وہ بادشاہ ہے اس کے پاس جا۔ اور عرض کر کہ کیا اس کے بیچنے کی مجھ کو اجازت دیتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا ابھی ٹھیر۔ کیونکہ موسے علیہ السلام اس کو خرید لیں گے۔ اور جتنا سونا اس کی جلد میں آئیگا تجھ کو دیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کہ اُس لڑکے نے جو اپنی ماں کے ساتھ نیکی کی تھی۔ اس کے مکافات اور بیان فیقل کی

CS CamScanner

مارچ سنہ ۱۹۵۰ء

غرض سے اللہ تعالےٰ نے بنی اسرائیل پر اس بچھڑے کا ذبح کرنا لازم فرمایا (اور اس کی وجہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل قیامت میں زندہ ہو کر اٹھنے کا قطعی انکار کرتے تھے۔ جب اس بچھڑے کو ذبح کیا۔ اور شخص مقتول پر اسکا بعض عضو (بعض کے نزدیک اسکی زبان اور بعض کے نزدیک کوئی حصہ اسکی پشت کی کھال کا) تو اللہ تعالےٰ نے اس کو زندہ کر دیا۔ اور اس نے خود اپنے قاتل کا نام بتایا۔

بعض کا قول ہے کہ اس کی پشت کی کھال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی۔ اور آپکا درّہ اسی کی کھال کا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چھری رہتی تھی۔ اس لئے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرب عہد کی وجہ سے نورِ نبوت سے منور تھے۔ اور یہ نعمت اوروں کیلئے انہیں کے حق کی قبولیت کا مادہ زیادہ تھا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ درّہ رکھتے تھے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ بعید ہو گیا تھا۔ اور لوگ حق سے کچھ دُور پڑ گئے تھے تو حضرت عمرؓ نے اُن کو درّہ سے راہِ راست کی طرف لوٹایا۔ اور عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوڑا رکھتے تھے۔ کیونکہ ان کے زمانہ میں آدمیوں میں خلط ملط زیادہ ہو گیا تھا۔ تو آپ نے انکو کوڑے سے ادب دیا۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تلوار پکڑی کیونکہ آن کے زمانہ میں خواہشات نفسانی کی وجہ سے ہر شخص اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ چننے لگا۔ اور اس بچھڑے کی چند صفتیں بیان فرمائیں۔ نہ بوڑھا ہو۔ نہ بچہ۔ میانہ یعنی نہ بڑا نہ چھوٹا۔ مجاہد کہتے ہیں۔ کہ عوانٌ وہ گائے ہے جو دوسری دفعہ جنے جس کا رنگ نہایت زرد ہو۔ یہ جمہور کا قول ہے۔ اور حسن کہتے ہیں یہاں صَفْرَآءُ سے مراد زیادہ سیاہی ہے۔ بے جُتی یعنی ایسی نہ ہو کہ کام دیتے دیتے خراب ہو گئی ہو پھاڑے زمین کو شوخی یا اکڑ سے نہ یہ کہ ہل میں جُتت کرے۔ اور نہ پانی دیتی ہو کھیت کو۔ تمام عیبوں سے سالم ہو۔ اس میں داغ نہ ہو۔ بلکہ تمام زرد ہو حتّٰے کہ سینگ اور کھُر تک۔

نیز اسی میں لکھا ہے کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ کھانا نہ کھاتے۔ انہوں نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا۔ تو فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ اُس شے کو اٹھا کر کھاؤں جس پر مجھ سے پہلے آپ کی نظر پڑی ہو۔ اور پھر میں نافرمان ٹھیروں۔ انہوں نے فرمایا۔ کیا تیرے لئے سب حلال ہے۔

سب سے بڑی سعادت ماں باپ کی ہے خدمت سب سے بڑی عبادت ماں باپ کی ہے خدمت
پالا انہوں نے ہم کو سَو آفتیں اٹھا کر لازم ہمیں نہایت ماں باپ کی ہے خدمت

حمد باری تعالےٰ

از عالیجناب حضرت مولینا الحاج ڈاکٹر الٰہ دتا صاحب کنجاہی دامت برکاتہم

خالقِ کون و مکان اللہ ہے
حکمرانِ کُن فکان اللہ ہے

فاطرِ ارض و سما اللہ ہے
مالکِ یومِ جزا اللہ ہے

زندگی بخشِ جہان اللہ ہے
مارتا بھی بیگمان اللہ ہے

کون اللہ کے سوا معبود ہے
کون اللہ کے سوا موجود ہے

لَا اِلٰہ دیکھ لے قرآن میں
نیستی ہے حلقۂ امکان میں

ایک اللہ کے سوا کچھ بھی نہیں
وہم باطل کے سوا کچھ بھی نہیں

ہے وہی اللہ رب العٰلمین
حمدِ کُلّی حق اُسی کا بالیقین

اُس کی قدرت کے مظاہر ہر کہیں
کیوں نہ پھر وُہ ہو الٰہ العٰلمین

ہے وہی اِک مبدعِ کل کائنات
گر وُہ چاہے موت کو کر دے حیات

خاک کے پُتلے کو گویا کر دیا
ذات سے اپنی شناسا کر دیا

حمد تیری کر سکے طالب بیاں
ذرۂ لاشیئاً کو کب تاب و تواں

bakhtiar2k@gmai.com https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain CamScanner www.mariat.com

سیرۃ الصلحاء

از عالیجناب تاج العلما فقیہ اعظم حضرت مولانا الحاج مفتی ابو یوسف محمد شریف صاحب مدظلہ کوٹلی لوہاراں غربی ضلع سیالکوٹ

ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی بھائی کو اُس کے نفلی روزوں کے متعلق نہ پوچھو کہ تیرا روزہ ہے یا نہ۔ کیونکہ اگر اُس نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں تو اُس کا دل خوش ہوگا۔ اور وہ خیال کرے گا۔ کہ میری عبادت کا اس کو پتہ لگ گیا ہے۔ اگر وہ بولا کہ میرا روزہ نہیں تو وہ غمناک ہوگا۔ اور اُسے شرم آئے گی۔ کہ میرا روزہ نہیں۔ اور اس شخص کا میری نسبت جو حسن ظن ہے وہ جاتا رہے گا۔ یہ خوشی اور غمی دونوں علامات ریا سے ہیں۔ اور اس میں اس مسئول کو فضیحت ہے کہ صرف تمہارے پوچھنے کے سبب وہ ریا میں مبتلا ہوا۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ ایک شخص کعبہ کا طواف کرتا ہے۔ اور وہ خراسان کے لوگوں کے لئے ریا کرتا ہے۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ فرمایا کہ وہ طواف کرنے والا اس بات کی محبت رکھتا ہے کہ اہل خراسان مجھے دیکھیں۔ اور یہ خیال کریں کہ یہ شخص مکہ شریف کا مجاور ہے اور ہر وقت طواف و سعی میں رہتا ہے۔ بڑا اچھا ہے۔ جب اُس نے یہ خیال کیا تو اس طواف میں اخلاص جاتا رہا۔

فضیل بن عیاض فرماتے ہیں۔ ادرکنا الناس وھم یراؤن بما یعملون فصاروا الآن یراؤن بما لا یعملون۔ کہ ہم نے ایسے لوگوں کو پایا کہ وہ عملوں میں ریا کرتے تھے یعنی عمل کرتے تھے اور اس میں ریا ہوتا تھا۔ لیکن آج ایسی حالت ہوگئی ہے کہ لوگ ریا کرتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے۔ یعنی کرتے کچھ نہیں محض ریا ہی ریا ہے۔

ابراہیم ادہم فرمایا کرتے تھے جو شخص اس امر کی محبت رکھے کہ لوگ میرا ذکر خیر کریں۔ اس نے نہ اخلاص کیا نہ تقویٰ۔

عکرمہ فرماتے ہیں کہ نیت صالح بکثرت کیا کرو کہ نیت صالح میں ریا کی گنجائش نہیں۔

ابوداؤد طیالسی رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ عالم کو لازم ہے۔ کہ جب کوئی کتاب لکھے اس کی نیت میں دین کی نصرت کا ارادہ ہو۔ یہ ارادہ نہ ہو کہ عمدہ تالیف کے سبب لوگ مجھے اچھا سمجھیں۔ اگر یہ ارادہ کرے گا تو اخلاص جاتا رہے گا۔

امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ریاکار کی تین علامتیں ہیں۔ جب اکیلا ہو تو عبادت میں سستی کرے اور نوافل بیٹھ کر پڑھے۔ اور جب لوگوں میں ہو تو سستی نہ کرے۔ بلکہ عمل زیادہ کرے۔ اور

جب لوگ اُس کی مدح کریں تو عبادت زیادہ کرے۔ اگر لوگ مذمت کریں تو چھوڑ دے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جو عمل میں نے ظاہر کر دیا ہو۔ میں اس کو شمار میں نہیں لاتا۔ یعنی اُس کو کالعدم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ لوگوں کے سامنے اخلاص ہونا مشکل ہے۔

ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ ایسا لباس پہنتے تھے کہ اُن کے احباب کے سوا کوئی ان کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ کہ یہ عالم ہیں۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو ایسا چھپائے جیسے برائیوں کو چھپاتا ہے۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ نے طاؤس رحمۃ اللہ کو دیکھا کہ وہ حرم شریف میں ایک بہت بڑے حلقہ درس میں حدیث کا املا فرما رہے تھے۔ حسن بصری نے قریب ہو کر اُن کے کان میں کہا کہ اگر تیرا نفس تجھے عجب میں ڈالے یعنی اگر تیرے نفس کو یہ بات پسندیدہ معلوم ہوتی ہے۔ تو اس مجلس سے اٹھ کھڑا ہو اُسی وقت طاؤس علیہ الرحمۃ اٹھ کھڑے ہوئے۔

ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ بشر حافی رحمۃ اللہ کے حلقہ میں تشریف لے گئے تو آپ کے حلقہ درس کو دیکھ کر فرمانے لگے۔ اگر یہ حلقہ کسی صحابی کا ہوتا۔ تو اپنے نفس پر عجب سے بے خوف ہوتا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ جب حدیث کی املا کے لئے بیٹھتے تو نہایت خائف اور مرعوب بیٹھتے۔ اگر اُن کے اوپر سے بادل گذرتا تو خاموش ہو جاتے۔ اور فرماتے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس بادل میں پتھر نہ ہوں جو ہم پر برسائے جائیں۔

ایک شخص حضرت اعمش رحمۃ اللہ کے حلقہ میں تھا۔ تو آپ نے اس کو جھڑکا اور اٹھا دیا۔ اور فرمایا کہ تو علم طلب کرتا ہے۔ اور ہنستا ہے۔ جس علم کے طلب کے لئے اللہ نے تجھے مکلف فرمایا۔ پھر آپ نے دو ماہ تک اس سے کلام نہ کی۔ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ کو کہا گیا۔ کہ آپ کیوں ہمارے ساتھ بیٹھ کر حدیثیں بیان نہیں کرتے۔ فرمایا۔ خدا کی قسم میں تم کو اس بات کا اہل نہیں سمجھتا کہ تمہیں حدیثیں بیان کروں۔ اور میں اپنے نفس کو بھی اہل نہیں سمجھتا۔ کہ تم میرے جیسے شخص سے حدیثیں سنو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ جب قرآن کی تفسیر بیان کرنے سے فارغ ہوتے تو فرمایا کرتے کہ اس مجلس کو استغفار کے ساتھ ختم کرو۔ یعنی مجلس کے ختم پر بہت استغفار کرتے۔ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے۔ العمل لاجل الناس ریاء وترک العمل لاجل الناس شرک والاخلاص ان یعافیک اللہ منہما کہ لوگوں کے واسطے عمل کرنا ریا ہے۔ خدا اور لوگوں کے لئے عمل چھوڑ دینا شرک ہے۔ اور اخلاص یہ ہے کہ ان دونو سے اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے۔ نہ لوگوں کے دکھانے کے لئے عمل کرے نہ لوگوں کے نہ ہونے کے سبب چھوڑ دے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ترک عمل برائے مردماں یہ ہے کہ جہاں لوگ تعریف کرنے والے ہوں۔ وہاں تو عمل کرے اور جہاں نہ ہوں چھوڑ دے۔ عیسیٰ علیہ السلام

جب لوگ اُس کی مدح کریں تو عبادت زیادہ کرے۔ اگر لوگ مذمت کریں تو چھوڑ دے۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ جو عمل میں نے ظاہر کر دیا ہو۔ میں اس کو شمار میں نہیں لاتا۔ یعنی اُس کو کالعدم سمجھتا ہوں۔ کیونکہ لوگوں کے سامنے اخلاص ہونا مشکل ہے۔

ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ ایسا لباس پہنتے تھے کہ اُن کے احباب کے سوا کوئی ان کو پہچان نہیں سکتا تھا۔ کہ یہ عالم ہیں۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیوں کو ایسا چھپائے جیسے برائیوں کو چھپاتا ہے۔ امام حسن بصری رحمۃ اللہ نے طاؤس رحمۃ اللہ کو دیکھا کہ وہ حرم شریف میں ایک بہت بڑے حلقۂ درس میں حدیث کا املا فرما رہے تھے۔ حسن بصری نے قریب ہو کر اُن کے کان میں کہا کہ اگر تیرا نفس تجھے عجب میں ڈالے یعنی اگر تیرے نفس کو یہ بات پسندیدہ معلوم ہوتی ہے۔ تو اس مجلس سے اٹھ کھڑا ہو۔ اُسی وقت طاؤس علیہ الرحمۃ اٹھ کھڑے ہوئے۔

ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ بشر حافی رحمۃ اللہ کے حلقہ میں تشریف لے گئے تو آپ کے حلقۂ درس کو دیکھ کر فرمانے لگے۔ اگر یہ حلقہ کسی صحابی کا ہوتا۔ تو اپنے نفس پر عجب سے بے خوف ہوتا۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ جب حدیث کی املا کے لئے بیٹھتے تو نہایت خائف اور مرعوب بیٹھتے۔ اگر اُن کے اوپر سے بادل گذرتا تو خاموش ہو جاتے۔ اور فرماتے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اس بادل میں پتھر نہ ہوں جو ہم پر برسائے جائیں۔

ایک شخص حضرت اعمش رحمۃ اللہ کے حلقہ میں تھا۔ تو آپ نے اس کو جھڑکا اور اٹھا دیا اور فرمایا کہ تو علم طلب کرتا ہے۔ اور ہنستا ہے۔ جس علم کے طلب کے لئے اللہ نے تجھے مکلف فرمایا۔ پھر آپ نے دو ماہ تک اس سے کلام نہ کی۔ سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ کو کہا گیا۔ کہ آپ کیوں ہمارے ساتھ بیٹھ کر حدیثیں بیان نہیں کرتے۔ فرمایا۔ خدا کی قسم میں تم کو اس بات کا اہل نہیں سمجھتا کہ تمہیں حدیثیں بیان کروں۔ اور میں اپنے نفس کو بھی اہل نہیں سمجھتا۔ کہ تم میرے جیسے شخص سے حدیثیں سنو۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ جب قرآن کی تفسیر بیان کرنے سے فارغ ہوتے تو فرمایا کرتے کہ اس مجلس کو استغفار کے ساتھ ختم کرو۔ یعنی مجلس کے ختم پر بہت استغفار کرتے۔ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے۔ العمل لاجل الناس ریاء وترک العمل لاجل الناس شرک والاخلاص ان یعافیک اللہ منہما کہ لوگوں کے واسطے عمل کرنا ریا ہے۔ خدا اور لوگوں کے لئے عمل چھوڑ دینا شرک ہے۔ اور اخلاص یہ ہے کہ ان دونوں سے اللہ تعالے محفوظ رکھے۔ نہ لوگوں کے دکھانے کے لئے عمل کرے نہ لوگوں کے نہ ہونے کے سبب چھوڑ دے۔ امام شعرانی فرماتے ہیں کہ ترک عمل برائے مردماں یہ ہے کہ جہاں لوگ تعریف کرنے والے ہوں۔ وہاں تو عمل کرے اور جہاں نہ ہوں چھوڑ دے۔ عیسیٰ علیہ السلام

اپنے حواریوں کو فرمایا کرتے تھے کہ جب تم روزہ رکھو تو سر اور داڑھی کو تیل لگاؤ۔ اور اپنی ایسی حالت رکھو کہ کوئی معلوم نہ کر سکے کہ یہ روزہ دار ہیں۔ عکرمہ رحمۃ اللہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں نے کوئی شخص اس شخص سے زیادہ بے عقل نہیں دیکھا جو اپنے نفس کی برائی جانتا ہے پھر وہ چاہتا ہے کہ لوگ مجھے عالم صالح سمجھیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص کانٹے بوتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس میں کھجوروں کا پھل لگے۔ ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ سجدہ میں رو رہا ہے۔ فرمایا نعم ھٰذا لو کان فی بیتک حیث لا یراک الناس۔ یعنی یہ اچھا کام ہے اگر گھر میں ہوتا جہاں لوگ نہ دیکھتے۔

حکایت

امام غزالی رحمۃ اللہ احیاء العلوم میں نقل کرتے ہیں کہ ایک عابد کو جو کہ عرصہ دراز سے عبادت الٰہی میں مشغول تھا۔ لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک قوم ہے جو ایک درخت کی پرستش کرتی ہے۔ عابد سنکر غضب میں آگیا۔ اور اس درخت کے کاٹنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اس کو ابلیس ایک شیخ کی صورت میں ملا۔ اور پوچھا کہ کہاں جاتا ہے۔ عابد نے کہا کہ میں اس درخت کے کاٹنے کو جاتا ہوں جس کی لوگ پرستش کرتے ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ تو فقیر ہے۔ تمہیں ایسی کیا ضرورت پیش آگئی کہ تم نے اپنی عبادت اور ذکر فکر کو چھوڑا اور اس کام میں لگ گیا۔ عابد بولا کہ یہ بھی میری عبادت ہے۔ ابلیس نے کہا کہ میں تجھے ہرگز درخت کاٹنے نہیں دونگا۔ اس پر دونوں میں لڑائی شروع ہو گئی۔ عابد نے شیطان کو پچھاڑ لیا۔ اور سینے پر بیٹھ گیا۔ ابلیس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے۔ میں تیرے ساتھ ایک بات کرنی چاہتا ہوں۔ وہ ہٹ گیا۔ تو شیطان نے کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر اس درخت کا کاٹنا فرض نہیں کیا۔ اور تو خود اسکی پوجا نہیں کرتا۔ پھر تجھے کیا ضرورت ہے کہ اس میں دخل دیتا ہے۔ کیا تو نبی ہے یا تجھے خدا نے حکم دیا ہے۔ اگر خدا کو اس درخت کا کاٹنا منظور ہے تو کسی اپنے نبی کو حکم بھیجکر کٹوا دیگا۔ عابد نے کہا۔ میں ضرور کاٹوں گا۔ پھر ان دونوں میں جنگ شروع ہو گیا۔ عابد اس پر غالب آگیا۔ اور اس کو گرا کر اس کے سینے پر بیٹھ گیا۔ ابلیس عاجز ہو گیا۔ اس نے ایک اور تجویز سوچی اور کہا۔ میں ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو میرے اور تیرے درمیان فیصلہ کرنے والی ہو۔ اور وہ تیرے لئے بہت بہتر اور نافع ہے۔ عابد نے کہا وہ کیا ہے۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دے تو میں تجھے بتاؤں۔ اس نے چھوڑ دیا تو ابلیس نے کہا تو ایک فقیر آدمی ہے۔ تیرے پاس کوئی شے نہیں۔ لوگ تیرے نان و نفقہ کا خیال رکھتے ہیں۔ کیا تو نہیں چاہتا کہ تیرے پاس مال ہو اور تو اس سے اپنے خویش و اقارب کی خبر رکھے۔ اور خود بھی لوگوں سے بے پرواہ ہو کر زندگی بسر کرے۔ اس نے کہا۔ ہاں یہ بات تو دل چاہتا ہے۔ ابلیس نے کہا۔ اس درخت کے کاٹنے سے باز آجا۔ میں ہر رات کو تیرے سر کے پاس دو دینار رکھ دیا کروں گا۔ سویرے اٹھ کر لے لیا کر۔ اپنے نفس پر اپنے اہل و عیال و دیگر اقارب و ہمسایہ پر خرچ کیا کرہ

bakhtiar2k@gmai.com https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain CamScanner www.mariat.com

تیرے لئے یہ کام بہت مفید اور مسلمانوں کے لئے بہت نافع ہوگا۔ اگر تو یہ درخت کاٹے گا۔ اس کی جگہ اور درخت لگالیں گے۔ تو اس میں کیا فائدہ ہوگا۔ عابد نے تھوڑا فکر کیا اور کہا کہ اس شیخ نے سچ کہا میں کوئی نبی نہیں کہ اس کا قطع مجھ پر لازم ہو اور نہ مجھے حق سبحانہٗ نے اس کے کاٹنے کا حکم فرمایا ہے۔ کہ میں نہ کاٹنے سے گنہگار ہونگا۔ اور جس بات اس شیخ نے ذکر کیا ہے وہ بے شک مفید ہے۔ یہ سوچکر عابد نے منظور کرلیا۔ اور عہد کرکے واپس آگیا۔ رات کو سویا تو صبح دو دینار اپنے سرہانے پہ پاکر بہت خوش ہوا۔ اس طرح دوسرے دن بھی دو دینار مل گئے۔ پھر تیسرے دن کچھ نہ ملا۔ تو عابد کو غصہ آیا۔ تو پھر درخت کاٹنے کے ارادہ پر اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر ابلیس اسی صورت میں سامنے آگیا۔ کہنے لگا۔ اب کہاں کا ارادہ ہے۔ عابد نے کہا کہ درخت کاٹونگا۔ اس نے کہا۔ میں ہرگز نہیں جانے دوں گا۔ اسی تکرار میں پھر دونوں میں کشتی ہوئی۔ ابلیس نے عابد کو گرالیا۔ اور سینے پر بیٹھ گیا۔ اور کہنے لگا۔ اگر اس ارادہ سے باز آجائے تو بہتر ورنہ تجھے ضرور ذبح کرڈالونگا۔ عابد نے معلوم کیا۔ کہ مجھے اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ کہنے لگا کہ اس کی وجہ بتاؤ کہ کل تو میں نے تم کو پچھاڑ لیا تھا۔ آج تو غالب آگیا ہے۔ کیا وجہ ہے۔ شیطان بولا کہ کل تو خالص خدا کے لئے درخت کاٹنے نکلا تھا۔ تیری نیت میں اخلاص تھا۔ لیکن آج تجھے دو دیناروں کے نہ ملنے کا غصہ ہے۔ آج تیرا ارادہ محض خدا کے لئے نہیں۔ اس لئے میں آج تجھ پر غالب آگیا۔ اس حکایت سے معلوم ہوا۔ کہ شیطان مخلص بندوں پر غلبہ نہیں پاسکتا۔ حق سبحانہٗ نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ الا عبادک منهم المخلصین۔ معلوم ہوا کہ بندہ شیطان سے بجز اخلاص بچ نہیں سکتا۔ اخلاص ہو تو ابلیس کی کوئی پیش نہیں جاتی۔ اے خدا ہم سب کو اخلاص کی توفیق دے۔

سالانہ ختم شریف

والدین رحمہ اللہ تعالےٰ عالیجناب حضرت پیر حاجی حیات محمدؐ صاحب مرحوم مورخہ ۱۳ر جمادی الآخر ۱۳۶۹ھ مطابق ۲ر اپریل ۱۹۵۰ء موافق ۲۰ر چیت سمت ۲۰۰۶ بکرمی بروز اتوار واقعہ شہر سیالکوٹ بر لب سڑک نالہ ایک بر مکان پیر صاحب مرحوم منعقد ہوگا۔ جملہ وابستگان حلقہ پیر صاحب مرحوم کو مناسب ہے۔ کہ ختم شریف میں شامل ہوکر سعادت دارین حاصل کریں۔

bakhtiar2k@gmai.com https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain CamScanner www.marfat.com

الصلوٰۃ والسلام

بر روح پاک حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

از عالیجناب حضرت مولانا حامد حسن قادری ایم۔ اے۔ آگرہ

حضرتِ فاروقِ اعظم السلام　　اَعدلِ شاہانِ عالم السلام
السلام اے ابنِ خطاب السلام　　شرع را مہرِ جہاں تاب السلام
السلام اے شانِ ایماں السلام　　السلام اے جانِ ایماں السلام
السلام اے رونقِ دیں السلام　　ناخدائے زورقِ[1] دیں السلام
زینتِ محراب و منبر السلام　　قابلِ شانِ پیمبر[2] السلام
افضلُ الکُل بعدِ اثنین[3] السلام　　صاحبِ سردارِ کونین السلام
السلام اے ناطقِ[4] وحیِ خدا　　السلام اے مشعلِ راہِ ہدیٰ
السلام اے حافظِ[5] ناموسِ دیں　　اے امیدِ خاطرِ مایوس دیں

---

[1] زورق بمعنی کشتی [2] حدیث شریف میں ہے۔ لَوْ کَانَ نَبِیًّا بَعْدِیْ لَکَانَ عُمَرَ (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے) [3] اثنین (یعنی دو) سے مراد ہیں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ جبکہ آیۂ کریمہ میں ہے۔ ثانی اثنین اذ ھما فی الغارِ [4] چند بار ایسا ہوا کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عین الفاظ میں یا ان کی خواہش کے مطابق وحی نازل ہوئی۔

[5] حضرت امیر المومنین چاہتے تھے کہ مسلمان ایک دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت نہ جایا کریں۔ چنانچہ وحی میں اسی کے متعلق حکم آ گیا۔

السلام اے پردہ[6] دار مومنین   السلام اے پیشوائے[7] متقین
اے مراعات[8] امانت شانِ تو   اے مساوات[9] وعدالت آنِ تو
السلام اے چشم[10] وگوش مصطفےٰ   السلام اے ہادی راہِ صفا
اے امام عدل پیرا السلام   اے مثیل[11] نوحؑ و موسےٰؑ السلام
السلام اے آئینہ بندِ چمن   طرحِ[12] نو اندازِ آئینِ کہن
السلام اے قامع کفر وضلال   السلام اے صاحبِ شانِ جلال
السلام اے قاہر ہر خود پرست   السلام اے حامیِ ہر زیر دست
السلام اے فاتح شام وعجم   السلام اے در وغا شمشیر[13] اتم
السلام اے جاں نواز ملک ودیں   السلام اے کارساز ملک ودیں

---

[6] حضرت امیر المومنین کی آرزو تھی کہ مسلمان بیبیاں بے نقاب باہر نہ نکلیں۔ چنانچہ پردے کی وحی نازل ہوئی۔ [7] حضرت امیر المومنین نے تقوے کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ جس طرح انسان خاردار جھاڑیوں کے درمیان سے دامن لپیٹ کر بچتا ہوا گزرتا ہے۔ اسیطرح نفسانیات ومنہیات سے بچکر رہنے کا نام تقوے ہے۔ [8] حضرت امیر المومنین کو امانت الٰہی کی رعایت اسقدر ملحوظ تھی کہ ایک روز شب میں بیت المال کے اندر کام کر رہے تھے کہ حضرت کی اہلیہ محترمہ تشریف لے آئیں۔ آپ نے چراغ گل کر دیا اور پوچھا کیا کام ہے۔ بیوی صاحبہ نے کہا، آپ نے چراغ کیوں گل کر دیا۔ فرمایا کہ تم اپنے کام کو آئی ہو بیت المال کا تیل کیوں ضائع ہو۔ [9] مساوات وعدالت کی یہ کیفیت تھی کہ ایک مرتبہ ابی بن کعب نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی عدالت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر دعوے کیا۔ آپ عدالت میں پہنچے تو حضرت زید نے اٹھکر تعظیم دی تو آپ نے فرمایا میں اس وقت امیر المومنین کی حیثیت سے نہیں آیا ہوں بلکہ مدعا علیہ بنکر آیا ہوں۔ میرے اور مدعی کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا چاہئے۔ چونکہ آپ کو دعوے سے انکار تھا اس لئے آپ پر قسم لازم تھی مگر حضرت زید نے ابی بن کعب سے کہا کہ امیر المومنین کو قسم نہ دو۔ آپ نے فرمایا یہ بھی عدالت وانصاف کے خلاف ہے۔ اے زید یہ تم سے دوسری غلطی سرزد ہوئی۔ چنانچہ آپ کو حسب قانون قسم دی گئی۔ [10] حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے کہ ابو بکر وعمر

bakhtiar2k@gmai.com https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain CamScanner www.marfat.com

السلام اے از شہادت فیضیاب حسب[۱۴] قول سرورِ عالیجناب
السلام اے ہمنشینِ مصطفےٰ ہم پس[۱۵] از رحلت قرینِ مصطفےٰ
اے کہ فاروق حق باطل توئی اے کہ حلِّ عقدۂ مشکل توئی
اے کہ نامت دولت فیروز ما حل بفرما مشکلِ امروزِ ما
بادبر روحت اِلیٰ یومِ القیام
رحمۃ اللہِ تعالےٰ والسلام

---

۲۴ و عمر میرے سمع و بصر کی جگہ ہیں [۱۱] حضور انور کی ایک اور حدیث شریف ہے۔ کہ ابوبکر حضرت ابراہیم اور حضرت عیسےٰ علیہما السلام کی مثل ہیں جو رحم و حلم کے وکیل تھے اور عمر حضرت نوح اور حضرت موسےٰ علیہما السلام کے مانند ہیں۔ جو عدل و انصاف کے علم بردار تھے [۱۲] سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت و حکومت اور قوم و ملک کے لئے مکمل نظام عمل اور قوانین جدید جاری فرمائے تھے۔

[۱۳] اجم جمع ہے اَجمہ کی جس کے معنی ہیں نیستان اور جنگل۔ شیر اجم، معنی جنگل کا شیر۔ یہاں مراد ہے میدان جنگ کا شیر۔

[۱۴] ایک روز حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کوہ احد پر تشریف فرما تھے کہ یکایک پہاڑ ہلنے لگا۔ حضور انور نے فرمایا۔ اے پہاڑ ٹھہر جا تیرے اوپر ایک نبی اور ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

[۱۵] حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں روضہ شریف کے اندر آرام فرما ہیں۔

—— مضامین صاف اور خوشخط لکھا کیجئے تاکہ غلطیاں نہ ہوں ——

سوانح حیات

از ایڈیٹر

اعلیحضرت عظیم البرکت امیرملّت قبلہ عالم قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولینا الحاج الحافظ سید پیر جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری مدظلہ العالی

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین الصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔ انجمن خدام الصوفیہ کے اراکین وصوفیائے سالکین وجاںنثاران وعاشقان خیر الاخلاق سید المرسلین حضرت احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز کا ثبوت زیادہ تر تحریر و تقریر ہوتا ہے۔ پھر وہ تحریر خواہ تقلیدی ہو یا تحریری۔ اور جس فرقہ کو شرافت وکرامت ونجابت کا فخر ودعوےٰ ہو۔ اس کو اپنی نسبت کسی ایسے فرقے کے ساتھ ضروری ہوتی ہے۔ جس کو وہ اپنے خیال میں سب سے زیادہ شریف ونجیب سمجھتا ہے۔ مگر حضرات صوفیائے کرام علیہم الرحمتہ والرضوان ایک ایسی شریف ونجیب جماعت اور ایسا مکرم ومعظم گروہ ہے کہ اس کو ایک ذی عقل اپنے نزدیک قابل فخر جانتا ہے۔ اور اس مقدس ومبارک جماعت کے ساتھ نسبت کرنا اپنے اعزاز وعظمت کا موجب سمجھتا ہے۔ اور خاصکر اہل اسلام کے نزدیک تو یہ بہت ہی مقبول اور مقدس جماعت ہے۔ کیونکہ جس قدر اسلام کی ترقی ہوئی۔ اس کا اول باعث اسی پاک ومتبرک جماعت کی سعی بلیغ ہے۔ اور ان ہی کی توجہات واثر کا نتیجہ ہے۔ جس کا انکار کوئی صاحب عقل وہوش نہیں کرسکتا۔ لیکن انسان کو کسی چیز کی تحریص وترغیب زیادہ تر تب ہی ہوتی ہے کہ اس کا تذکرہ بار بار اس کے گوش گذار کیا جاوے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہزارہا نہیں بلکہ لکھوکھا کتابیں احوال انبیاء واولیاء میں بطور سوانحعمریاں ہمیشہ شائع ہوتی رہی ہیں اور آئندہ بھی یہی سلسلہ جاری رہے گا۔ ہمارا سلسلہ خاندان تصرّف جو حضرت شہنشاہ مشکل کشا بلاگردان خواجہ خواجگاں سید نقشبند بخاری رضی اللہ عنہ اور اعلیحضرت امیرملت قبلہ عالم محدث علی پوری مدظلہ العالی کے نام نامی واسم گرامی سے روشن اور مشہور ہے۔ خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے اس وقت دنیا کا کوئی خطہ خالی نہ ہوگا۔ جہاں حضور کے نام لیوا عاشقان صادق موجود

نہ ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اہلِ اسلام میں سے یہ جماعت فیاض و مفید تر اور نفع رساں ثابت ہو رہی ہے۔ اس جماعت کے آقا و مولیٰ و سرپرست کے حالات قلمبند کرنا میرے جیسے کم علم اور کم ہمت کی طاقت سے باہر ہے۔ کیونکہ اس متبرکہ جماعت میں لکھو کھا علماء، سادات، امراء و اہلِ اسلام داخل ہو کر نجات و شفاعت کے حقدار اور عزت و عظمت کا تاج حاصل کر چکے ہیں۔ مگر چونکہ ہر شخص کو اپنی لیاقت و فہم و ادراک کے مطابق اپنے سلسلہ کی خدمت کرنا فرض منصبی ہے۔ اور سلسلہ میں سب سے زیادہ ضروری امر یہ ہے کہ اپنے پیر و مرشد قبلہ عالم کی سوانح حیات مبارک یارانِ طریقت کے ایمانوں کی تازگی کے لئے پیش کی جاوے۔ اور میرے جیسے گنہگار کے لئے یہ خدمت باعثِ نجات ابدی ہو۔

چونکہ اس ناچیز کو اعلیٰحضرت عظیم البرکت امیر ملت شیخ المشائخ قیوم زماں مجدد دورِ حاضرہ زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین فخر المتصوفین حضرت مولٰینا الحاج الحافظ السیّد الصوفی پیر جماعت علی شاہ صاحب قبلہ عالم محدث علی پوری مدظلہ العالی کی غلامی کا فخر حاصل ہے۔ اس لئے نسبت غلامی کے بندہ اپنی عاقبت کو پاک کرنے کے لئے کچھ حضور کے حالات پیش کرنے کی جرأت کرتا ہے۔ اور نسبت غلامی کے ہونے کے باعث اظہارِ نعمت و خدمت کرنا میرے لئے باعث عیب یا موجب ملامت و طعن نہ ہوگا۔ کیونکہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔

(باقی آئندہ)

مجذوب کی بڑ

نازِ بیجا کا تحمل نہیں کچھ عرضِ نیاز
وہ ہمیں ہیں جو ترے ناز اٹھا لیتے ہیں

جائیں بے صرفہ یہ کیوں وادیٔ ایمن کو کلیمؔ
اُس کے جلووں کو جو ہم دل ہی میں پا لیتے ہیں

کلیم جماعتی حیدرآبادی

bakhtiar2k@gmai.com https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain CamScanner www.marfat.com

نعت

دعا لجناب حاجی ڈاکٹر اللہ دتا صاحب کنجاہی

محمد محمد ہے وردِ زباں   خدارا خدارا سنو داستاں
مرے قبلہ و کعبۂ جان و دل   مرے دین و ایماں کے روح رواں
تو اے باعثِ خلق و مختارِ حق   تری مملکت میں ہیں کون و مکاں
ترے فیض سے سب جہاں مستفیض   تو رحمت مجسم ہے حق کا نشاں
مرے دردِ دل کا سنے ماجرا   شفیق ایسا تیرے سوا ہے کہاں
میں نادار و مفلس ہوں جاؤں کہاں   زمیں تنگ ہے دور ہے آسماں
جدائی کے صدموں سے طالب ہے تنگ
حبیبِ خدا الاماں الاماں

bakhtiar2k@gmai.com https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain CamScanner www.mariat.com

سفر شاہِ جماعت مدظلہم العالی بہ دیارِ شاہِ رسالت صلے اللہ علیہ وسلم

(تیسری قسط)

—— : گذشتہ سے پیوستہ : ——

از خان بہادر الحاج بخشی مصطفیٰ علی خاں نقشبندی جماعتی بنگلوری مہاجر کراچی

وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰکُمْ - جہاں ایک جانب لنگر جاری تھا - دوسری طرف جانب حضرتِ اقدس مدظلہم العالی کا دستِ سخا مستحقین اوراد کو مستفید فرماتا رہا بفحوائے سے

ہر کجا چشمۂ شیریں باشد
مردم و مور و ملخ گرد آیند

یتامیٰ و بیوگان و غربا و مساکین ہر روز آتے اور زرِ خیرات پاتے رہے - اِن کے علاوہ یا بوجہ علم و فضل یا بوجہ حسب و نسب و کسب جن کو آپ مستحق نذر و نیاز سمجھتے - ان کی خدمات میں بھی ہزاراں خلوص و عقیدت سے آپ نے بھاری رقوم پہنچائے ہیں - اِن میں اکثر حضرات کو دعوت طعام ماحضر پر مدعو فرما کر رقوم پیش کی گئیں - اور بعض ایسے حضرات کو جو ہمہ وقت یا حرم شریف میں یا اپنے گھروں میں مشغول خدمات حجاج رہتے (جیسے حضرت شیخ شیبی صاحب کلید بردار خانۂ کعبۂ شریف و خواجہ سرایاں خدام حرم شریف کعبہ) آپ نے اُن کی خدمات میں راقم المضمون کے بدست رقوم نذرانہ بھیجی ہیں - اس موقعہ پر معلوم ہوا کہ حضرت صاحب قبلہ اور حضرت شیخ شیبی صاحب کے پرانے تعلقات ہیں - حضرت شیخ نے حضرت امیر ملت کی صحت کے لئے دعا فرمائی - اور کمال محبت و عقیدت سے ایک نقرئی چھلا تحفۃً فوراً بھیجا - اور بعد حج کعبۃ اللہ کے غلاف اقدس کا ایک قطعہ بھی تحفۃً پیش کیا - اور یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخ صاحب ممدوح کے ولی عہد کو ریاست حیدر آباد دکن سے ایک پنشن بھی تا زوال سلطنت آصفیہ جاری تھی جو حضرت قبلۂ عالم کی سفارش سے عطا ہوئی تھی - علاوہ ازیں مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ و دار الایتام مکہ مکرمہ کو بھی آپ نے پانسو پاکستانی روپے عطا کئے - اور آنجناب کی متابعت میں آپ کے اکثر منوسلین و معتقدین نے بھی مذکورہ اداروں بزرگوں اور مساکین کے خدمات میں اپنے اپنے حسب استطاعت رقوم پیش کیں -

انہی ایام میں، سجادہ نشین گولڑہ شریف حضرت پیر سید غلام محی الدین شاہ صاحب چشتی مدظلہٗ

بھی وارد مکہ معظمہ ہوئے اور ہمارے مطوّف محمد محسن صاحب ہی کے پاس قیام کیا۔ مگر رہائش ایک دوسرے مکان میں تھی۔ جب پیر صاحب ممدوح معہ اپنے رفقاء و خدام کے حضرت قبلۂ عالم کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے تو آپ نے نہ صرف چاء وغیرہ سے ان کی اور ان کے رفقاء وغیرہ کی خاطرداری فرمائی بلکہ بوقت رخصت تحائف شرینی و میوہ جات ساتھ روانہ فرمائے۔ اور مدینہ منوّرہ کے جیرانِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو متوکلین ہیں اور جو حج کے لئے (ان میں اکثر حج بدل کر رہے تھے) حاضر مکہ معظمہ ہوئے تھے۔ ان میں ہر ایک کو اس کے حسب حوصلہ دو سو سے تا پانسو نقد ہدایا آپ نے عنایت فرمائے۔ دورانِ قیام حرمین شریفین میں اوّل سے آخر تک لنگر اور خیرات کا یہی حال رہا۔

مناسک منٰی و عرفات و مزدلفہ

مکہ معظمہ میں ہمارا دس یوم قیام ہوا تھا۔ کہ مناسک حج کے خاص ایام پہنچ گئے۔ بطریق سنت شنبہ ۸ ذی الحجہ کو دن میں ہم بسواری موٹر لاری منٰی پہنچے۔ اور وہاں اس دن کی ظہر، عصر، مغرب و عشاء کی نمازیں بروقت و باجماعت ادا کیں۔ ارادہ تھا کہ یہ سفر موٹر ٹیکسی میں ہو۔ مگر مطوف صاحب نے بتایا کہ چونکہ کسی کو مختلف حجاج کے لئے بار بار مکہ شریف اور منٰی کے درمیان آنا جانا ہوگا۔ یہ اعتبار نہیں کیا جا سکتا کہ ٹیکسی خاص ہمارے مقرر کردہ وقت پر ہمارے لئے آئے گی۔ اور چونکہ ہمارے مطوّف صاحب کے باقی حاجی صاحبان سب نے لاری کی فرمائش کی ہے۔ شرکت موٹر والوں نے دو لاریاں تمام دن ہمارے مطوّف صاحب کے حوالے کی ہیں۔ کہ اُن کے جمیع حجاج کے لئے یہ استعمال ہوں۔ اور یہ لاریاں ہمارے مطوّف صاحب کے جملہ حاجیوں کے لئے پانچ بار منٰی جاویں گی۔ اور حضرت قبلۂ عالم جس وقت پسند فرماویں ایک لاری میں تشریف فرما ہوں۔ لاری میں لمبے لمبے تختوں کے سیٹ ہونے سے اُن پر بستر کھولکر حضرت صاحب لیٹ بھی سکتے بھی ہیں۔ تو یہ سفر دو طرفہ تا منٰی و عرفات موٹر لاری میں ہوا۔

منٰی میں ہمارے معلّم صاحب نے اپنے تمام حجاج کے لئے ایک بڑا مخصوص صحن کرایہ پر لیا تھا۔ جس میں صرف دو ۲ کمرے بھی تھے۔ تمام صحن میں خیمے لگائے تھے۔ ایک کمرہ اور اس کے متصل ایک خیمہ حضرت قبلہ عالم اور آپ کے خدّام خاص کے لئے مخصوص کر رکھا تھا۔ آپ کے خیمہ کے متصل ایک طرف میسوری یارانِ طریقت کا خیمہ تھا۔ دوسری جانب سرگودھا کے یارانِ طریقت تھے۔ اور جانب شمال تھوڑے فاصلہ پر جناب پیر صاحب گولڑہ شریف کا خیمہ تھا۔ جہاں مغرب و عشاء کے درمیان پیر صاحب ممدوح کے خدّام قوّالوں نے خوب نعتیں سنائیں۔ جس سے تمام مقیمانِ صحن بے حد لطف اندوز ہوئے۔ بوقت تہجّد پچھلی شب جب چاء تیار ہوئی تو حضرت قبلہ عالم نے پیر صاحب اور اُن کے رفقاء کے لئے چاء معہ

پیسٹری و بسکٹ بندہ کے بدست بھجوائی۔ بعد طلوع آفتاب منیٰ سے ہمارا کوچ ہوا۔ اور لاکھوں حاجیوں سے جمع اور ہر حاجی کی زبان سے لبیک لبیک کی صداؤں سے گونجتے رہنے والے میدان عرفات میں ہم داخل ہوئے۔ یہاں تمازت آفتاب مکہ شریف سے بھی بڑھکر تھی۔ اور سنا گیا کہ اس دن لُو کے اثر سے کئی خوش بخت حاجی اس میدان میں جاں بحق ہوکر سیدھے جنت الفردوس سدھارے۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُون ط

بمطابق شرع شریف حضرت صاحب قبلۂ عالم کی امامت میں ہم نے عرفات شریف میں ظہر و عصر کی نمازیں اکٹھی ادا کیں اور تمام وقت تلبیہ و تسبیح و تحمید میں گذارا۔ اور قبل غروب باچشم نم بہت عجز و انکسار سے توبہ استغفار کی اور عرض کیا ؎

یارب بدرِ تو عذرخواہ آمدہ ام   بگریختہ بودہ ام براہ آمدہ ام
اکنوں از پئے عذر گناہ آمدہ ام   بپذیر کہ باحال تباہ آمدہ ام

اور اپنی اور آباؤ اجداد اور خویش و اقارب دوست و احباب کی بخشش کے لئے دعائیں مانگیں۔ اور بصد اخلاص و عجز و نیاز اپنی دلی مدعاؤں کو بھی بارگاہِ حق تعالے میں پیش کیا۔ اور اور یہاں حضور قبلۂ عالم نے اپنی دعاؤں میں اپنے لاکھوں متوسلین کو بھی شامل کیا۔ یہاں ہمارے مطوّف صاحب کے صاحبزادہ ابوالخیر نے دعاء ماثورہ جو پڑھائیں تو حضرت قبلۂ عالم نے انہیں نقد انعام سے نوازا۔ اور ہم جمیع حجاج نے بھی ان کی خدمت میں نقد نذرانے پیش کئے۔ یہاں برادرِ طریقت مولوی عبدالغفور صاحب خطیب سرکاری جامع مسجد بلدۂ میسور نے شجرہ طیبہ رسولیہ صدیقیہ نقشبندیہ جماعتیہ بڑے خلوص سے ہاتھ جبل رحمت کی طرف اٹھا کر پڑھا۔ اور دعائیہ اشعار پر جمیع یارانِ طریقت کی زبان سے صدائے آمین ثم آمین نکلتی رہی۔

یہاں جناب پیر صاحب گولڑہ شریف کا خیمہ حضرت قبلۂ عالم کے خیمہ سے پچاس گز دور تھا۔ یہاں اُن کی خدمت میں پیام تہنیت حج کے ساتھ حضرت قبلۂ عالم نے ایک خوانچہ شکر ایک طبق میوہ اور ایک بردہ یمانی بندہ کے ہاتھ بھیجی۔ قبل مغرب حضرت پیر صاحب ممدوح معہ اپنے رفقاء کے حضرت قبلہ عالم کی خدمت میں شکریہ تحائف و مبارکبادی حج پیش کرنے تشریف لائے۔ اور آپ کے نعت خوانوں نے زمزمۂ نعت سے قبلہ عالم کو محظوظ کیا۔ اور انعام حاصل کئے۔ بہ وقت مغرب ہم لاری میں روانۂ مشعر الحرام مزدلفہ ہوئے۔ اس وقت ہمارا اور حضرت صاحب گولڑہ شریف کا سفر ایک ہی لاری میں ہوا۔ عرفات سے مزدلفہ صرف تین میل کا سفر تھا۔ مگر موٹر میں پورے دو گھنٹوں میں طے ہوا۔

CamScanner
www.maktat.com
Flickr: Bakhtiar2k

کیونکہ ایک طرف سے خالی موٹریں حاجیوں کو مزدلفہ میں اتار کر مزید حاجیوں کو لینے جانب عرفات، چل رہی تھیں اور دوسری طرف عرفات سے جانے والے حاجیوں کی موٹریں تھیں۔ دونوں جانب بیک وقت آٹھ آٹھ دس دس موٹروں کی صفیں تھیں۔ اور پورے تین میل تک بھی قطاریں بندھی ہوئی تھیں۔ اور یہ موٹروں کا سفر عصر کے وقت ہی سے شروع ہوگیا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہزارہا حاجی قبل مغرب عرفات سے نکل گئے اور داخل مزدلفہ ہوئے۔ گو قبل مغرب حد عرفات سے نکل جانا حرام ہے۔ اور بعض معلّموں نے اپنے حاجیوں کو بجائے اس ۱۰۔ دسویں ذی الحجہ کی شب مقام مزدلفہ میں گذروانے کے سیدھے منیٰ ہی بھیجدیا۔ الغرض جب ہم پختہ وقت عشاء مزدلفہ کے میدان میں پہنچے تو ہماری موٹر کے ڈرائیور کو پھیلے ہوئے ہجوم کے میلے میں اور رات کے وقت میں وہ مقام نہ مل سکا۔ جہاں ہمارے معلم صاحب کے حاجیوں کے لئے خاص انتظام کیا گیا تھا۔ ایک گنجان بازار کے عقب میں جہاں چائے وغیرہ کے ہوٹل تھے۔ ایک مختصر سی جگہ ہمیں مل گئی۔ جہاں ہم نے تازہ وضو کئے اور مشغول عبادات ہوگئے۔ یہاں حضرت قبلۂ عالم نے ہمیں مغرب و عشاء کی فرض نمازیں اکٹھی پڑھائیں۔ یہاں ہم نے رات کی چاندنی ہی میں رمی کی کنکریاں بھی چن لیں۔ اور تلبیہ و تسبیح و تحمید و دعاؤں میں رات گذار دی۔

موافق سنت ہم نے دسویں ذی الحجہ کی نماز فجر اول وقت میں با جماعت حضرت قبلۂ عالم کی اقتدا میں ادا کی۔ اور منیٰ واپس ہونے کے لئے موٹر کے منتظر رہے۔ ہمارے معلّم کا کوئی آدمی بھی یہاں ہمارے ساتھ نہ تھا۔ طلوع آفتاب تک اور بعد ازاں بھی ایک گھنٹہ بھر تک ہمیں اپنی موٹر لاری کا انتظار رہا۔ اس اثنا میں ہم نے اپنے اِرد گِرد کے تمام حجاج حتّٰی کہ دکانداروں کو بھی یکے بعد دیگرے روانہ منیٰ ہوتے دیکھا۔ آفتاب بلند ہونے لگا۔ اور دھوپ کی تیزی بڑھ رہی تھی کہ ایک ساربان کو گذرتے دیکھ کر حضرت صاحب گولڑہ شریف نے اس کا اونٹ کرایہ پر لیا۔ اور اپنا اور اپنے رفقاء کا سامان لاد کر خود مع اپنے رفقاء کے پیادہ پا راہی منیٰ ہوئے۔ اس بے آب و گیاہ اور بے سایہ لق و دق میدان میں ہمارے لئے نہ جائے ماندن تھی نہ پائے رفتن تھے۔ کیونکہ حضرت قبلہ عالم کی حالتِ صحت و طاقت ایسی نہ تھی۔ کہ آپ ایک قدم بھی چل سکیں۔ اور جو اونٹ کرایہ پر وہاں اس وقت مل سکتے تھے۔ ان پر کوئی شغدف وغیرہ بیٹھنے کے لئے نہ ہوتا تھا۔ وہ صرف بار برداری کے لائق تھے۔ ہم حیران و پریشان تھے۔ مگر حضرت قبلۂ عالم بڑے اطمینان سے اپنی تسبیح و تحمید میں مشغول رہے۔ اور ہمیں تسلی فرمائی۔ کہ موٹر ضرور اور جلد آوے گی۔ اتنے میں ہمارے معلّم صاحب کا ایک مددگار ہمارے اور پیر صاحب گولڑہ شریف کے لئے موٹر لاری لے آیا۔ اور دیر ہونے پر معذرت پیش کی کہ موٹروں کی کثیر آمد و رفت میں گنجان

bakhtiar2k@gmail.com
CamScanner
www.marfat.com
Flickr: Bakhtiar2k

سڑک سے گذرنے میں بڑی دقّت پیش آئی ۔ اور دیر یوں ہوگئی ۔ چونکہ گولڑہ شریف کا قافلہ پیدل روانہ ہوگیا تھا ۔ اور صرف ہمارا قافلہ باقی رہ گیا تھا ۔ ہم فوراً سوار ہوئے اور منیٰ پہنچ گئے ۔

فوراً حضرت قبلۂ عالم نے قاری شہاب الدین صاحب حیدر آبادی کو دنبوں کی خریدی اور قربانی کے لئے نامزد کیا ۔ قاری صاحب مسلخ پہنچکر اس خدمت کو سرانجام کرکے واپس حاضر ہونے تک آفتاب نصف النہار تک پہنچ گیا تھا ۔ حضرت قبلۂ عالم نے معاً صاحبزادہ سید حیدر حسین شاہ صاحب کو اپنی جانب سے جمرۂ عقبیٰ کی رمی کے لئے وکالت دی اور ہم سب نے بمعہ حضرت صاحبزادہ صاحب ممدوح جمرۂ عقبیٰ پر کنکریاں ماریں اور پھر بال ترشوائے اور غسل کیئے ۔ اور لباس احرام اتارا ۔ مگر حضرت قبلۂ عالم نے یہ فرماکر کہ "یہ لباس بدلنے میرا جی نہیں چاہتا ۔ یہ خدائی وردی ہے ۔ یہ تمام پیغمبروں کا لباس تھا" ۱۲ر ذی الحجہ تک بھی احرام کی چادروں میں ملبوس رہے ۔

اس روز یعنی ۱۰ر ذی الحجہ کو ہم نے تھوڑا سا قربانی کا گوشت چکھا ۔ اور حضرت والاشان کے حکم سے بہت سا گوشت نمک لگاکر خشک کیا گیا ۔ دوسرے دن ۱۱ر ذی الحجہ کو قربانی کے گوشت میں آنجناب نے بریانی پکوائی اور سب مریدوں اور ملاقاتیوں کی شاندار ضیافت کی ۔ جن کے ہمراہ زنانہ تھا ۔ اُن کے خیموں میں بریانی و شیرینی و میوہ جات کے خوان بھیجے ۔ جناب پیر صاحب گولڑہ شریف اور ہمارے معلّم صاحب کے خیموں میں بھی ایسے بڑے بڑے خوان بھیجے گئے ۔

طواف زیارت

پہلے حضرت قبلۂ عالم کا ارادہ مبارک تھا کہ ۱۱ر و ۱۲ر ذی الحجہ کو تینوں جمروں پر مقررہ رمی کرنے کے بعد ۱۲ر دن کو قبل غروب داخل مکہ شریف ہوکر طواف زیارت سے فارغ ہوں مگر ۸ر ۹ر اور ۱۰ر ذی الحجہ کو جو موٹروں کی رفتار کی حالت نظر سے گذری تھی شاہد تھی کہ اگر ۱۲ر ذی الحجہ کو ہم دوپہر کی سخت دھوپ میں بھی اگر روانہ ہوں تو قبل مغرب بیت اللہ شریف تک رسائی کا امکان یقینی نہ تھا ۔ اس لئے آپ نے ۱۱ر ذی الحجہ کی صبح میں طواف زیارت کا قصد فرمایا ۔ چنانچہ ہم ۱۱ر کی صبح حاضر کعبۃ اللہ شریف ہوئے ۔ اور طواف زیارت سے فارغ ہوکر واپس منیٰ وارد ہوئے ۔ ۱۱ر اور ۱۲ر دونوں یوم ہم نے جمرۂ اولیٰ جمرۂ وسطیٰ و جمرۂ عقبیٰ تینوں پر کنکریاں ماریں اور جناب صاحبزادہ صاحب نے حضرت صاحب قبلہ کی جانب سے بھی کنکریاں ماریں ۔

۱۲ر کو فوراً بعد نماز عصر موٹر لاری پر ہم راہی مکّہ معظمہ ہوئے ۔ بحساب پاکستانی وقت کے ہم شام کے ساڑھے پانچ بجے منیٰ سے چلے ۔ مگر آدھی رات سے قبل مکّہ مکرّمہ میں اپنے مستقر پر نہ پہنچ سکے ۔ گو منیٰ سے مکہ معظمہ صرف چھ میل کا فاصلہ ہے ۔ ہم نے اپنی مغرب کی نماز موٹر سے اتر کر راہ میں میدان

میں ادا کی۔ اور عشاء کی صلوٰۃ مکہ معظمہ پہنچکر پڑھی۔ موٹروں کی رفتار پر جو مقامی پولیس کا انتظام تھا۔ وہ بالکل قابل تعریف نہیں تھا۔ ہم سیدھی سڑک سے بیرون بلدہ مکہ شریف ایک گھنٹے میں پہنچ گئے تھے۔ کہ مقامی پولیس کے کارکنوں نے ہماری موٹر کو پھیر دیا۔ کہ پہاڑیوں کی چکر لگا کر ایک دوسری راہ سے داخل شہر ہو۔ پہاڑیوں اور جنگل کو کاٹ کر دوسری سڑک پر ہماری موٹر پہنچتے پہنچتے دس بجے رات (پاکستانی وقت) ہو گیا۔ جہاں دوسری سڑک پر ہماری موٹر پہنچی۔ وہاں سے ہماری قیام گاہ تک صرف دو میل کا فاصلہ تھا۔ مگر پانچ پانچ منٹ کے بعد تخمیناً" بیس یا پچیس دفعہ موٹر رکنا پڑا جو بوجہ احکام عسکریان پولیس تھا۔ بفضلہ جل شانہٗ وحبیبہٖ صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح بمطابقت شریعت حنفیہ ہم سے حج کے تمام مناسک بطریق احسن حضرت قبلہ عالم امیر ملت شاہ جماعت مدظلہم العالی کے ہمرکابی میں ادا ہوئے۔ الحمد للہ علےٰ فضلہٖ واحسانہٖ ؎

تھا مرا منہ نہ قابل لبیک کعبہ مجھ کو دکھا دیا تو نے

(باقی دارد)

"انجمن خدام الصوفیہ"

کا

سنتالیسواں سالانہ اجلاس

کے متعلق

اعلیحضرت امیر ملت قبلہ عالم محدث علی پوری مدظلہ العالی کا ارشاد مبارک

۱۹ ۱۹۵۰ء

انجمن خدام الصوفیہ کا سنتالیسواں اجلاس و عرس مبارک امسال مورخہ ۲۱/۲۲ جمادی الآخر مطابق ۱۰/۱۱ اپریل ۱۹۵۰ء موافق ۲۸/۲۹ چیت سمت ۲۰۰۶ بروز دوشنبہ/سہ شنبہ پیر/منگل واقعہ علی پور شریف سیداں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ میں منعقد ہوگا۔ یاران طریقت تاریخ ہائے مذکوران کو یاد رکھیں۔ اور شامل جلسہ ہو کر سعادت دارین حاصل کریں۔

ایڈیٹر

علی پور والے

حامد حسن قادری آگرہ

مرے زخم آئے علی پور والے   پڑے دم کے لالے علی پور والے
کھڑے ہیں مریضانِ دردِ محبّت   دوا دے، دعا دے علی پور والے
میں ہوں خوابِ غفلت میں مُردوں سے بدتر   جگا دے۔ جِلا دے علی پور والے
گدا کو جو ملتا ہے ملتا ہے تجھ سے   کہیں جا کے کیا لے علی پور والے
ترے غم میں رونا ہو باغِ جہاں میں   بھرے خوں سے تھالے علی پور والے
نظر میں مِری یاں کے گُل اور شبنم   یہ آگ اور وہ چھالے علی پور والے

وظیفہ یہ دن رات ہے قادری کا

علی پور والے۔ علی پور والے

فتوٰے

از عالیجناب معلّٰے القاب حضرت مولٰینا الحاج عبدالرشید صاحب مفتی صدر مدرس دارالعلوم نقشبندیہ علیپور شریف سیدان ضلع سیالکوٹ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ہماری جماعت اہلسنت والجماعت حنفی المشرب میں زمانہ قدیم سے فاتحہ مروجہ کا رواج چلا آرہا ہے۔ مندرجہ ذیل نمازوں کے بعد دعاؤں میں فاتحہ مروجہ اس طرح پڑھی جاتی ہے کہ امام دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ہوئے بلند آواز سے الفاتحہ کہتا ہے اور امام کے ساتھ مقتدی آہستہ آہستہ سورہ فاتحہ ایک بار۔ سورۂ اخلاص تین بار پڑھا کرتے ہیں۔ پھر امام اور مقتدی درود شریف بلند آواز سے پڑھنے کے بعد دعا ختم کرتے ہیں جن نمازوں میں فاتحہ مروجہ پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہیں (۱) فجر کی نماز کے بعد دعا میں (۲) نماز جنازہ کے بعد دعا میں (۳) نماز جمعہ کے بعد سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد دعا میں۔ (۴) نکاح کے بعد دعا میں (۵) قبرستان میں موتی کی تدفین کے بعد دعا میں۔ تقریباً چار ماہ ہوئے کہ مسجد کی امامت کے لئے ایک امام صاحب کا تقرر ہوا امام موصوف نے فاتحہ مروجہ کے پڑھنے سے یکسر انکار کر دیا ہے۔ وہ نہ فجر کے بعد دعا میں فاتحہ مروجہ پڑھتے ہیں نہ بعد نماز جمعہ سنتوں سے فارغ ہونے کے بعد دعائے ثانی میں۔ نہ خطبہ نکاح کے بعد دعا میں۔ نہ نماز جنازہ کے بعد دعا میں۔ نہ موتی کی تدفین کے بعد دعا میں۔

ہم اہل سنت والجماعت حنفی المشرب ہیں۔ اس لئے آپ سے ہماری مخلصانہ گذارش ہے کہ فاتحہ مروجہ کے مذکورہ بالا طریقہ کے جواز یا عدم جواز کے متعلق دلائل کے ساتھ روشنی ڈالیں۔ تاکہ حق وباطل ظاہر ہو جائے اور سب لوگ صحیح راستہ اختیار کریں۔

المستفتی:۔
غلام دستگیر خاں صدر جمعیت بیداہل السنت والجماعت حنفیاں بنگلور۔

الجواب:۔ سورہ فاتحہ کے فوائد وفضائل وغیرہ کتب معتبرہ میں بہ ثبوت احادیث صحیحہ واقوال صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین موجود ہیں۔ اور نیز اس کا دعا ہونا پھر دعا کا عبادت ہونا اور دعا کا ہر زمانہ میں مانگنا بھی قرآن مجید وحدیث شریف سے ثابت ہے۔ صحیح مسلم ونسائی وابن حبان وطبرانی وحاکم میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما آیا ہے۔ الفاظ مسلم شریف کے یوں ہیں۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال بینا جبریل قاعد عند النبی صلے اللہ علیہ وسلم سمع نقیضا من فوقہ فرفع رأسہ فقال ہذا
باب من السماء

bakhtiar2k@gmai.com https://archive.org/details/@bakhtiar_hussain CamScanner www.marfat.com

فی الیوم لم یفتح قط الا الیوم فنزل منه ملك فقال هذا ملك نزل الی الارض لم ینزل قط الا الیوم فسلم وقال ابشر بنورین اوتیتهما لم یوتهما نبی قبلك فاتحة الکتاب وخواتیم سورة البقرة لن تقرء بحرف منهما الا اعطیته رواہ مسلم۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ ایک روز جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں تشریف فرما تھے کہ آسمان سے ایک سخت آواز (جیسے دروازہ کھلنے کی آواز ہوتی ہے) آئی۔ جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمان کی طرف نظر فرمائی اور کہا یہ دروازہ جو آج کھل رہا ہے آج سے قبل کبھی نہیں کھلا۔ اس دروازہ سے ایک فرشتہ نازل ہوا۔ تو جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ یہ فرشتہ جو اب نازل ہو رہا ہے آج سے قبل کبھی نازل نہیں ہوا۔ اس فرشتے نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا اور کہا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ کو بشارت ہو کہ آپ کو دو نور دیئے گئے ہیں۔ جو آپ سے قبل کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ ان میں سے ایک تو سورۃ فاتحہ ہے۔ اور دوسری آخری دو آیتیں سورۃ بقرکی۔ ان کا کوئی حرف بھی آپ اگر پڑھیں گے تو ثواب عظیم پائیں گے۔ لن تقرء کے تحت میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ خطاب حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے۔ مگر اس میں آپ کی امت بھی شامل ہے۔ جیسے قاعدہ ہے۔ کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات کے علاوہ جتنی آیات میں خطاب ہے۔ اس میں امت کی شارکت ہے۔ الخطاب له علیه الصلوٰۃ والسلام والمراد هو وامته اذ الاصل مشارکتهم له فی کل ما انزل علیه الا اختص به۔ اور مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ حینئذٍ اعطیت من حوائجك الدنیویة والاخرویة خطاب عام کے ماتحت یہ معنی ہوں گے۔ اے مخاطب جب تو نے سورۃ فاتحہ اور خواتیم سورہ بقرہ کا ایک حرف بھی پڑھ لے گا۔ تو حاجات دنیوی اور اخروی میں سے جو مانگے گا پائے گا۔

تفسیر بیضاوی میں ہے۔ عن حذیفه بن الیمان رضی اللہ عنه ان النبی صلے اللہ علیه وسلم قال ان القوم لیبعث اللہ علیهم العذاب حتما مقضیا فیقرء صبی من صبیانهم فی الکتاب الحمد للہ رب العلمین فیسمعه اللہ تعالیٰ فیرفع عنهم العذاب بذالك اربعین سنة

ترجمہ۔ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قوم پر اللہ تعالےٰ عذاب بھیجنے کا حتمی فیصلہ ایک قوم پر فرمانا چاہتا ہے پھر اس قوم کے لڑکوں سے کوئی لڑکا قرآن مجید میں الحمد للہ رب العلمین کو پڑھتا ہے۔ رب تعالےٰ سنتا ہے۔ اور اس قوم سے چالیس برس تک عذاب اٹھا لیتا

جس سورۃ کے پڑھنے سے عذاب آسمانی ٹل جائے اور اس کے ایک ایک حرف پر اجر جزیل و ثواب

عظیم ہے تو اس کا ہر وقت ورد رکھنا چاہیئے۔ اگر استطاعت نہ ہو تو ان اوقات مخصوصہ میں پڑھنے سے کیوں روکا جائے۔ نیز الحمد شریف کا دعا ہونا احادیث سے ثابت ہے۔ جیسے ترمذی شریف کی اس حدیث میں ہے۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم افضل الذکر لا الہ الا اللہ وافضل الدعاء الحمد للہ اور دعاؤں کے لئے پروردگار عالم کا فرمان ذیشان ہے۔ کہ مانگو۔ میں تمہاری دعائیں قبول کرونگا ماده جب چاہو مانگو۔ میں اپنے فضل وکرم سے قبول کرونگا۔ جیسے فرمایا۔ ادعونی استجب لکم اور فرمایا واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی۔ اور ترمذی شریف کی حدیث سے ثابت کہ خدا تعالے نہ مانگنے سے ناراض ہوتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی۔ فرمایا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من لم یسأل اللہ یغضب علیہ۔ جب کلی سے ثابت ہوا کہ جس وقت چاہو۔ مانگو۔ در اجابت کھلا ہے۔ اور نہ مانگو گے تو مغضوب علیہم میں داخل ہو گے۔ لہذا صبح اور عصر اور جمعہ اور تدفین و نکاح کے بعد فاتحہ سے روکنے والے کو مورد عتاب کیوں نہ بنایا جاوے ؎

مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے

نیز قاعدہ ہے کہ جس چیز کا حسن شارع سے ثابت ہو دن کی تخصیص سے اس کا حسن زائل نہیں ہوتا جیسے در مختار میں ہے۔ المصافحۃ سنۃ ولو بعد الفجر والعصر اور تمام جزئیات کا حکم علیحدہ علیحدہ بیان کرنا شارع پر ضروری نہیں۔ امر کلی کا بیان کرنا شارع کا کام ہے جیسے فرمایا صلوا علیہ وسلموا تو اب صلوٰۃ وسلام کے تمام جزئیات کو یہ حکم کافی ہوگا۔ یا کل مسکر حرام۔ مگر باوجود اس کلی حکم کے جو (ادعونی استجب لکم یا واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان یا الدعاء مخ العبادۃ یا لا ترد القضاء الا الدعاء ہے) کسی ایک دعا میں بھی شارع نے بیان فرما دی ہیں جو قرآن مجید وحدیث میں موجود ہیں۔

حاشیہ ہدایہ میں ہے ومما یدل علی ہذا ان المسلمین یجتمعون فی کل عصر وزمان ویقرؤن القرآن ویھدون الثواب لموتاھم وعلی ہذا اھل الصلاح والدیانۃ فی کل مذھب من المالکیۃ والشافعیۃ وغیرھم ولا ینکرہ منکر فکان اجماعاً عند اھل السنۃ والجماعۃ خلافا للمعتزلۃ۔ یعنی جو چیز ایصال ثواب پر دلیل ہے۔ اس میں سے یہ بھی ہے۔ کہ مسلمان ہر زمانہ میں جمع ہو کر قرآن کریم پڑھتے اور اس کا ثواب اپنے اموات کو بخشتے ہیں۔ اور تمام مذاہب مالکیہ شافعیہ وغیرہ کے اصحاب تقوی ودیانت کا یہ معمول ہے اور اس کا کوئی منکر انکار نہیں کرتا۔ تو اہل السنۃ والجماعۃ کا اس پر اجماع ہوا۔ بخلاف معتزلہ کے کہ وہ ایسا عقیدہ نہیں رکھتے۔ جب اہل سنت والجماعت کا ایک چیز پر اجماع ہو چکا ہو اور کسی نے انکار نہ کیا [illegible] جمہور کے خلاف کرنا یا کہنا کسی چیز کی طرف منجر ہوگا۔ اور جو طریقہ اجماع کے خلاف ہوگا۔ وہ یقینا شنیعہ ہوگا۔ اور جو طریقہ شنیعہ ہو

نکالے۔ اس کے لئے حضور پرنور صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذی شان اور منطوق لازم الوثوق من سن سنۃ سیئۃ فلہ وزرھا ووزر من عمل بہا کافی ووافی ہے۔ نیز الحمد شریف کا "مطلقاً" بلاتعیین اوقات مخصوصہ پڑھنا تو مستحب ہو اور بقید وقت گناہ اور ناجائز ہو جائے اس کا کوئی معنی معقول نہیں۔ جیسے بکری حلال ہے "مطلقاً" تو ہر وقت حلال ہے۔ یہ نہیں کہ صبح یا جمعہ کو حرام اور بلا قید وقت حلال یا سرخ حلال اور سفید حرام یا اکیلی حلال اور دو چار کو ذبح کریں تو حرام۔ اسی طرح الحمد شریف و قل شریف اکیلے پڑھنے سے تو قربت و موجب ثواب جزیل اور ہیئتہ اجتماعی میں پڑھیں تو ناجائز یا گناہ۔ اس کا کوئی معنی نہیں ہے۔ بلکہ جب اکیلے پڑھنا مستحب ہے تو ہیئتہ اجتماعیہ کے ساتھ بطریق اولیٰ مستحب ہوگا۔ اور نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء۔ تفسیر عزیزی میں در تفسیر وسیط و کتاب المصاحف ابن انباری و کتاب العظمہ ابو الشیخ و حلیۃ الاولیاء ابو نعیم وارد است کہ ابلیس علیہ اللعنۃ را چہار بار در عمر خود نوحہ و زاری و خاک بر سر انداختن اتفاق افتاد اول وقتیکہ او را لعنت شد و وقتیکہ از آسمان بر زمین انداختند و وقتیکہ بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شد و وقتیکہ فاتحۃ الکتاب نازل شد انتہی۔ ابلیس کو تو فاتحۃ الکتاب کے نازل ہونے سے دکھ ہوا۔ اس نے اپنے سر پر خاک ڈالی اب وہابیوں کو اس سورت کے پڑھنے سے دکھ ہوتا ہے۔ اور ان کے گھر صف ماتم بچھتی ہے۔

ذرا یہ تو بتائیں کہ سورۃ فاتحہ اور سورۃ اخلاص کیا ہے؟ قرآن مجید اور خداوند عالم کا کلام پاک ہی تو ہے۔ ان کے پڑھنے سے یکسر انکار کرنا کفر ہوگا یا نہیں؟ جب قرآن مجید کا منکر کافر ہوا۔ تو کافر کے پیچھے نماز ادا کرنے سے کسی مذہب میں نماز نہیں ہوتی۔ ایسے امام کو لوگوں کی نمازیں تباہ برباد کرنے کے لئے رکھا ہوا ہے۔

المنصف یکفیہ الاشارۃ والمتعصب لا یفیدہ التصریح وان یروا کل اٰیۃ لا یؤمنوا بہا حتی اذا جاؤک یجادلونک یقول الذین کفروا ان ھذا الا اساطیر الاولین ۱۲

ختم شریف

وابستگان حلقہ ارادت چورہ شریف کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دربار چورہ شریف میں اعلیحضرت زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین خواجہ بابا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس مبارک مورخہ ۱۸ ۱۹ جمادی الاول ۱۳۶۹ھ مطابق ۸ مارچ ۱۹۵۰ء موافق ۲۵ چیت سمت ۲۰۰۶ بروز بدھ جمعرات کو منعقد ہوگا۔ جملہ یاران طریقت کو مناسب ہے کہ عرس مبارک میں شامل ہو کر سعادت دارین حاصل کریں۔

CS CamScanner

سلسلۂ مکتوبات حضرت امیر ملت مدظلہم العالی

مراسلہ ۱ بنام سیٹھ علی محمد صاحب بنگلوری

[مرسلۂ خان بہادر بخشی مصطفےٰ علی خاں صاحب نقشبندی جماعتی بنگلوری حال مہاجر کراچی

گو تاریخ و مقام تحریر اس مراسلہ میں نہیں درج ہیں۔ نفسِ مضمون مظہر ہے کہ یہ شہر میسور سے ۱۹۲۰ء میں لکھا گیا۔ بنگلور میں ان دنوں قاضی عبد الغفار نامی اور اس کا ایک رفیق پیر بھڑ والہ نامی دونوں نے ملکر حضرت قبلۂ عالم امیر ملت مدظلہم العالی کے خلاف ایک محاذ قائم کیا تھا جو مثل سازش ہائے ابوجہل بالکل ناکامیاب رہا۔ یہ دونوں حضرت اقدس کے روز افزوں اقتدار سے بہت جلتے بھنتے تھے۔ جب حضرت صاحب قبلہ کے ایک مرید کا انتقال ہوا۔ تو قاضی نے بہ حیثیت متولی بنگلور چھاؤنی کے قبرستان میں حضرت قبلۂ عالم کو نماز جنازہ قبرستان میں پڑھانے سے روکا تھا۔ حاجی عثمان سیٹھ بنگلوری جس کا ذکر اس مراسلہ میں ہے قاضی اور پیر بھڑ والہ کے اشاروں پر ناچنے والا بنگلور کا ایک دولتمند تاجر تھا اور خلافت کمیٹی کا مقامی صدر۔ قاضی اور پیر اور یہ سیٹھ تینوں اپنے آپ کو سلسلۂ قادریہ سے منسلک بتاتے تھے۔

یہ مراسلہ سادات و مشائخ و علماء کرام کی تعظیم کا سبق دیتا ہے۔ اُن کی توہین تو کیا بلکہ اُن سے صرف لاپروا ہی بھی ایک جرم ثابت کرتا ہے۔ جو مستوجب سزائے قہار ہے۔ چنانچہ اس واقعہ سے چند ہی ایام کے اندر قاضی عبد الغفار فوت ہو گیا۔ اس کا لڑکا پاگل ہو گیا اور مر گیا۔ اور سارا خاندان مٹ گیا۔ آج کوئی وارث باقی نہ رہا۔ مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود۔ پیر بھڑ والہ کے اکثر مرید باغی ہو گئے۔ بنگلور چھاؤنی کے اسی قبرستان میں ایک جھونپڑی میں اب وہ ذلیل زندگی بسر کر رہا ہے۔ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کی عبرتناک زندہ تصویر ہے۔ لاکھوں روپیوں کی جائیداد کا مالک حاجی عثمان سیٹھ نادار محتاج و مفلس ہو کر دنیا سے بھی چل بسا۔ یوں مراسلۂ ذیل کے آخری سطور کی پیشگوئی بھی پوری ہو گئی ہے — بخشی]

نقل مراسلہ مطابق اصل

مجمع مکارم اخلاق مخلصم سیٹھ علی محمد صاحب زاد محبتکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

طالب خیریت بخیریت۔ آپ کے چلے جانے کے بعد حضرت پیر صاحب قبلۂ عالم بغدادی بےخبری کے عالم بیں ہو بینے سیٹھ صاحب کی غلطی کے باعث ہندو ہوٹل میں تشریف فرما ہوئے۔ ان کی تشریف آوری کی خبر سن کر فوراً فقیر معہ یاران طریقت و محمد سیٹھ صاحب حاضر خدمت ہوا۔ اور رات کی دعوت دی۔ آپ نے بڑی خوشی سے منظور فرمائی۔ رات کو خود تشریف فرما کر تناول ماحضر سے شرف بخشا۔ صبح محمد سیٹھ صاحب۔ رات کو عثمان سیٹھ صاحب نے دعوت کی۔ آج صبح آپ سی سمندر تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں بھی نواب[لہ] صاحب کی بیٹی کو دعوت کیواسطے اور بنگلہ کے واسطے تار سے اطلاع دی گئی ہے۔ امید ہے کہ وہ علاوہ خدمتگذاری کے آپکو خوب سیر و سیاحت [illegible] کرا دیں گے۔

اور یہاں آج صبح رخصت کے واسطے بڑے بازار کے تمام اہل اسلام نے جناب حضرت صاحب کے گلے مبارک میں ہار ڈالے اور فقیر اور باقی چند یاران و محمد سیٹھ صاحب بہت دور تک الوداع کرنے کیلئے ہمراہ گئے تھے۔ مگر آج صبح سے میرے دل کو سخت صدمہ ہے جب سے میں نے سنا ہے کہ لشکر بنگلور میں جناب قبلہ عالم کی کوئی تعظیم و تکریم نہیں کی گئی۔ افسوس صد افسوس کہ ایک کافرہ[سلہ] عورت نائیڈو بنگلور لشکر میں وارد ہو تو اس کی تعظیم و تکریم کے واسطے تو تمام اہل اسلام حتیٰ کہ عالم و صوفی و قاضی و مفتی و مولوی بھی اسٹیشن پر جاویں۔ اور اس کا جلوس نکالیں اور اس کے جلسہ میں سر تسلیم خم کرکے تمام بکواس اسلام کے برخلاف سنکر ایک حرف بھی اس کے خلاف نہ کہیں۔ یہاں تک کہ وہ مکہ شریف و مدینہ شریف پر گنگا جانے کو افضل کہے اور یہ سب کے سب چپ سنتے رہیں اور ایک آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت غوث الثقلین جناب پیران پیر قدس اللہ سرہٗ العزیز کے سچے فرزند و جانشین صحیح النسب نجیب الطرفین شریف الجانبین اور وارث عالم فاضل متبحر صوفی بزرگ محدث مفسر بنگلوریوں کی بد قسمتی سے خاص بغداد شریف سے انکی کفرستان میں تشریف فرما ہوں تو ان کی تشریف آوری کی کسی مسلمان کو خبر نہ کی جاوے۔ سد گر ہمیں مکتب است و ایں ملّا کار طفلاں تمام خواہد شد

مجھے تو خطرہ ہے کہ کہیں لشکر بنگلور پر اس بے ادبی کے باعث قہر خدا نہ نازل ہو جاوے۔ مقبولان الٰہی نہیں بلکہ محبوبان الٰہی کا کسی جگہ سے ناراض ہو کر جانا یہ کچھ تھوڑا غضب الٰہی نہیں ہے۔ انہوں نے انکو بھی فقیر پر ہی قیاس کر لیا ہوگا۔ کہ اس پردیسی کو ہم اس سالی سے تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ فقیر کو ان سے کیا نسبت۔ وہ شہنشاہ ہیں۔ ان کی ناراضگی ضرور رنگ دکھاوے گی۔ (باقی آگے صفحہ ۴۴ پر)

[لہ] ساحل دریائے کاویری پر سی سمندر دو مقام ہے جہاں بجلی پیدا کرنیکا اسٹیشن بنا ہوا ہے۔ حضرت قبلہ عالم کے مرید صادق نواب نظام الدین علی خان میسور کے [illegible] آباد امریکہ کا تحصیل یافتہ وہاں بجلی گھر کا انجینئر تھا۔ [سلہ] کانگریسی لیڈر مسز سروجنی نائیڈو۔